بہ تقریب سعید

نزولِ قرآنِ حکیم

مُصحفِ مُکرّم کے قلمی اور نادر نسخوں کی

عجائب گھر لاہور میں مُنعقد ہونے والی

نمائش

(۲۶ رمضان المبارک تا ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ)

کے موقع پر پیش کیے گئے

مقالات

مُرتّبہ

رشید احمد ایم۔اے

شائع کردہ

مکتبہ علمیہ ۰ لیک روڈ، لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

طبع اول : دسمبر ۱۹۷۲ء

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

قیمت : چھ روپے

۲۹۷۶۱۰۲

۲۹۳۰

33443

DATA ENTERED

ناشر : خان عبیدالحق ندوی
المکتبۃ العلمیۃ ۔ لاہور

طبع فی مطبعۃ المکتبۃ العلمیۃ ۔ لاہور

Marfat.com

DATA ENTERED

فہرست مندرجات

نمبر شمار	تفصیل	نمبر صفحات
۱ - پیش لفظ	از سیّد محمد تقی کاظمی ڈائرکٹر عجائب گھر ، لاہور	۱ و ۲
۲ - تعارفِ قرآنِ حکیم	از الحاج رشید احمد ایم - اے پی - ای - ایس I (سینئر) ، ریٹائرڈ	۳ تا ۱۲
۳ - خط کتابۃ الوحی	از سید حسین مرتضٰی ایم - اے	۱۳ تا ۲۸
۴ - قرآن اور علم الخط	از الحاج رشید احمد ایم - اے	۲۹ تا ۳۵
۵ - کتابتِ مصاحف میں صنائع و بدائع	از حافظ احمد یار ایم - اے شعبۂ علوم اسلامیہ ، پنجاب یونیورسٹی	۳۶ تا ۴۹
۶ - قرآن مجید کی طلاکاری	از الحاج سیّد مرتضٰی حسین فاضل لکھنوی	۵۰ تا ۵۴
۷ - تدوینِ قرآنِ کریم	از ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی	۵۵ تا ۶۶

Marfat.com

۸ - مُصْحفِ عُثمانی
از ڈاکٹر عابد احمد علی ،
ڈائرکٹر ''بیت القرآن''،
پنجاب پبلک لائبریری ۶۷ تا ۶۹

۹ - تفہیم قُرآن کی شرائط
از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
ایم - اے ، ڈی لٹ ، سیکرٹری ،
اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام،
پنجاب یونیورسٹی ۷۰ تا ۹۲

۱۰ - قرآنِ حکیم غیروں کی نظر میں
ترتیب از الحاج رشید احمد
ایم - اے ۹۳ تا ۱۰۸
تمہید ۹۳
صداقت کے بارے میں
عیسائیوں کا اعتراف ۹۵ تا ۱۰۶
ہنڈو لیڈروں اور ادیبوں کے بیانات ۱۰۶ تا ۱۰۸
بابا گُرو نانک کیا فرماتے ھیں ۱۰۸

—0:0—

Marfat.com

پیش لفظ

نزولِ قرآنِ پاک کی تقریبِ سعید کے سلسلے میں مُصحفِ مکرّم کے قلمی اور نادر نُسخوں کی نمایش کی جو توفیق عجائب گھر، لاہور کو مِن جانبِ اللہ عطا ہوئی اس پر ہم خداوندِ قُدّوس کا جس قدر بھی شُکر ادا کریں، کم ہے -

میں نے اس مبارک موقع کے لیے بعض احباب سے مقالات قلمبند کرنے کی درخواست کی تو انھوں نے میری التماس کو بڑی خندہ پیشانی سے شرفِ قبولیت بخشا - اس عزّت افزائی کے لیے میں ان سب کا ممنون ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ انھیں مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں کہ اللہ ربُّ العزّت نے انھیں اس خدمت کا موقع عطا فرمایا - بارگاہِ خُداوندی میں دُعا ہے کہ انھیں اس کارِ خیر کا اجرِ جزیل عطا ہو !

خان عبیدالحق ندوی مہتمم و مالک مطبعۃ المکتبۃ العلمیۃ، لیک روڈ، لاہور ہمارے خصوصی شکریے کے مستحق ھیں کہ اُنھوں نے از راہِ کرم ان مقالات کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی تمام تر ذمّہ داری قبول فرمائی -

Marfat.com

مولا کریم ہم سب کی مساعی کو درجہ قبول عطا کر کے اپنی رضا اور خوشنودی کا باعث بنائے!

ایں دُعا از من و از جُملہ جہاں آمین باد!!

نمایش کی رپورٹ بھی زیرِ ترتیب ہے اور انشاء اللہ العزیز جلد تر پیشِ خدمت کی جائے گی۔

دسمبر ۱۹۷۲ء

سیّد محمد تقی کاظمی
ڈائرکٹر عجائب گھر
لاہور

Marfat.com

رشید احمد

تعارف قرآن

حرف آغاز

لفظ قرآن کا مصدر قرأ (ق ر أ) ہے اور مصدر کو مبالغہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے - اس کتابِ الٰہی کو قرآن کا نام دینے میں ایک پیش گوئی مضمر ہے یعنی یہ کتاب بکثرت پڑھی جانے والی ہے - چودہ سو سال کا طویل زمانہ اس امر کا شاہدِ عادل ہے کہ یہ پیش گوئی کیوں کر تسلسل اور تواتر کے ساتھ پوری ہو رہی ہے - یہی وہ کتاب ہے جسے کروڑوں اشخاص دن میں کم سے کم پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں اور جسے بڑی عمر کے لوگوں کے علاوہ (جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں)، نو عمر لڑکے بھی اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں اور رمضان المبارک میں از اول تا آخر صحتِ لفظی اور حسن قراءۃ کے ساتھ سناتے ہیں -

قرآنِ حکیم، اپنا تعارف لفظ اَلْکِتٰب سے کراتا ہے کہ وہ ضبطِ تحریر میں آیا ہوا کتابی شکل میں مرتب صحیفہ آسانی ہے - یہ محض زبانی یاد داشتوں کا مجموعہ نہیں بلکہ باضابطہ اور مستند نوشتہ اور ایک صحیفہ مکتوب ہے -

یہ کلام مقدس دوسرے مذاہب کی کتابوں کی طرح نہیں کہ صاحب مذہب کے دماغ میں اس کے صرف معانی و مطالب ہوں اور ایک راوی ان سے ایک ٹکڑا نقل کر لے اور دوسرا کوئی اور، اور نوبت یہاں تک پہنچے کہ صدیوں بعد ان ٹکڑوں کو جمع کر کے انھیں قلمبند کرنے کا موقع آئے تو صحتِ لفظی اور استنادِ حرفی تو خیر

Marfat.com

بہت دور کی چیزیں ہیں ، نفسِ مضمون و معنی تک مسخ ہو کر رہ جائیں اور نام تو ہو ایک کتاب کا مگر اس کی ترتیب و تالیف میں خدا معلوم کتنے انسانی دماغ اور کتنے بشری قلم شریک ہو جائیں۔

دلائل و شواہد تو رہے ایک طرف ، محض دعوے کی حدتک بھی تو اس باب میں قرآن کی حریف و مقابل دنیا کی ایک بھی ایسی کتاب نہیں جس کے پیرو اس کے لفظاً لفظاً الہامی ہونے کا دعویٰ کرتے ہوں۔ توریت ، انجیل ، وید ، کسی کا بھی یہ دعویٰ نہیں کہ وہ لفظ بہ لفظ اور حرف بہ حرف نازل شدہ کتاب ہے۔ ’’تنزیلِ لفظی‘‘ کا یہ دعویٰ صرف اور صرف قرآن مجید کا ہے۔

پھر کوئی کتاب لکھی گئی تو عام طور پر پڑھی نہیں گئی جیسے وید اور ژند و اوستا کہ ان کتابوں کا مطالعہ صرف خاص خاص طبقوں تک محدود رہا۔ اور کوئی کتاب پڑھی گئی تو لکھی نہیں گئی جیسے بعض ’’آسمانی صحیفے‘‘۔ لیکن ابتدائے نزول سے ’’قرآن‘‘ اور ’’کتاب‘‘ دونوں اوصاف جس کتاب میں کامل طور پر پائے جاتے ہیں وہ صرف یہی اَلْکُتٰب ہے۔

آج کی دنیا میں ، اس کاغذ ، قلم اور چھاپے خانوں کی فراوانی کی دنیا میں ، کتابیں جتنی بھی چاہو تیار کر لو مگر اَلْکُتٰب (بہ صیغۂ واحد و بہ تخصیص اَلِف ولام) یا ’’کتابِ منفرد‘‘ کا مصداق قرآن اور صرف قرآن نکلے گا۔ اَلْکُتٰب تو بس یہی ایک کتاب ہے جو ہر لحاظ سے کامل ہے۔ اس کے سامنے جتنی بھی دوسری کتابیں لائی جائیں گی ، سب میں کوئی نہ کوئی کمی اور کوئی نہ کوئی سقم ضرور نکلے گا۔

قرآنِ حکیم کے ذیل کے پہلوؤں پر غور کیجیے :

Marfat.com

(۱) یہ عِبرةً لِّاُولِی الاَلْبَاب یعنی داناؤں کے لیے عبرت ہے اور اہل بصیرت کے سامنے زمانِ ماضی کو ایسی صورت میں پیش کرتا ہے جس سے زمان حال کی اصلاح ہو سکے اور زمان مستقبل کے فوائد کا حصول یقینی ہو جائے۔

(۲) یہ مُصَدِّقٌ لِّمَابَیْنَ یَدَیْہِ یعنی اپنی پیشرو الہامی کتابوں کا مصدق (تصدیق کنندہ) ہے۔ قرآن کریم کی یہ خصوصیت ایسی ہے جو اسے دیگر کُتب ساویہ سے ممتاز اور برتر ثابت کرتی ہے۔

(۳) یہ تَفْصِیلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ یعنی ہر چیز کی تفصیل بیان کرنے والی کتاب ہے۔ اس سے تزکیۂ قلوب، تنویرِ روح، نجات آخروی، تمدن انسانی، حیاتِ بشری، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں۔ ان تمام چیزوں کو اس کتابِ مقدس میں نہایت جامعیت اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم عربی زبان میں کیوں نازل ہوا؟

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہودیوں، عیسائیوں، صابیوں اور مسلمانوں کی مجموعی تعداد دیگر اقوام عالم کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اور یہ بھی سب کو مسلم ہے کہ ان سب کے جد امجد حضرت ابراہیم۔ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم تھے۔ آپؑ نے اللہ تعالی کے حکم کے مطابق مکہ مکرمہ ہی کو مرکز توحید قرار دیا اور بگڑی ہوئی دنیا کی اصلاح کے لیے اپنے مشن کی بنیاد یہیں رکھی اور اس کی توسیع کی ذمہ داری اپنے پہلوٹے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام پر ڈال دی جو اس بار کو سنبھالنے کے ہر طرح اہل اور اس ذمہ داری کو نباہنے کے لیے ہر طرح تیار تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کی مادری زبان قبطی تھی، والد ماجد بابلی

Marfat.com

بولتے تھے ، علمی زبان کے لیے وہ عبرانی استعمال کرتے تھے اور سر زمینِ فلسطین میں قیام کے دوران انھوں نے فلسطینی پر بھی عبور حاصل کر لیا تھا - چونکہ انھیں باری تعالیٰ نے یمن ، حضرموت ، نجد اور بطحاء کے علاقوں کے لیے مبعوث فرمایا تھا جہاں کی زبان عربی تھی اس لیے عربی میں بھی کامل دسترس ان کے لیے ضروری تھی - چنانچہ اس زبان پر بھی آپؑ کو پوری پوری دستگاہ حاصل ہوگئی - آپؑ کے علم و فضل کی بدولت مندرجہ بالا تمام ملکوں کے علوم سے عربی زبان مالا مال ہوگئی اور اس میں ان تمام ممالک کے علوم کی جامعیت پیدا ہو گئی - انوارِ نبوت اور فیضان الٰہی کے اجتماع نے اس زبان کو جامع ترین اور مکمل ترین بنا دیا اور اللہ جَلَّ جلالُہٗ وَعَمَّ نوالُہٗ کی قدرت کاملہ اور حکمتِ بالغہ نے اسی زبان کو اپنے آخری کلام کے لیے پسند فرمایا -

آئیے، اب ذرا ضمناً دوسری کتابوں کی زبانوں کا جائزہ بھی لیتے چلیں جنھیں الہامی ہونے کا دعویٰ ہے - کیا وید کی زبان یا ژندو اوستا کی زبان ، زبور کی زبان یا توراۃ کی زبان ، انجیل کی زبان یا دیگر ''صحف'' کی زبان ، ان میں سے کوئی بھی آج دنیا میں کسی جگہ بولی جاتی ہے ؟ دنیا میں کوئی ملک ، کوئی شہر ، کوئی قریہ ، کوئی گلی یا کوئی کوچہ ایسا ہے جہاں ان زبانوں میں سے کسی ایک کا بھی چلن ہو ؟ اس سوال کا جواب قطعی طور پر نفی میں ہے - اس کے برعکس دیکھ لو کہ عربی زبان کا سکہ چار دانگِ عالم میں چلتا ہے -

اس حقیقت کو بھی فراموش نہ کیا جائے کہ عربی زبان کسی دوسری زبان سے مستخرج نہیں ہے ، بلکہ یہ ایک مستقل زبان ہے جس سے دوسری زبانیں فیض یاب ہوتی رہی ہیں ، ہو رہی ہیں اور آیندہ خدا جانے کب تک ہوتی رہیں گی - پس توحید

Marfat.com

خالص کے بیان کے لیے ایسی ہی ارفع و اعلیٰ زبان کا ہونا ضروری تھا ۔

قرآن حکیم ایک مکمل صحیفۂ خداوندی ہے

اللہ تعالیٰ کا یہ آخری کلام ہر لحاظ سے کامل اور اکمل ہے ۔ اس میں دنیا اور عقبیٰ کے تمام مسائل کا حل موجود ہے ۔ مثال کے طور پر چند مسائل کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے :

۱ ۔ یہ عدالت ہائے فوجداری و دیوانی اور عدالت ہائے مال کے لیے بہترین قانون پیش کرتا ہے ۔

۲ ۔ یہ ایام اللہ کے بیان کی صحیح ترین تاریخ ہے ۔

۳ ۔ یہ ہدایت نامہ ہے اور مجموعۂ اخلاق بھی ۔

۴ ۔ یہ مواعظ وامثال کے ذریعے انذار وتبشیر کے فرائض انجام دیتا ہے ۔

۵ ۔ برہان کو پیش کرتا ہے اور فطرت سلیمہ کو بیدار کرتا ہے ۔

۶ ۔ یہ اپنی پیش رو کتب ساویہ کا مہیمن اور ان کے مطالب کا جامع ہے ۔ اس ضمن میں اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ زبور صرف مجموعۂ مناجات تھی ، توریت میں صرف حلال و حرام کے احکام تھے ، انجیل میں صرف اخلاقی سبق تھے جن کی تعلیم ایسی مثالوں سے دی گئی تھی کہ اکثر اوقات حضرت مسیحؑ کے خاص الخاص شاگرد بھی ان کو سمجھ نہیں پاتے تھے ۔ مگر قرآن ـــــ قرآن عبادات اور معاملات کے جملہ احکام کا جامع ہے اور اس کے بیانات صاف اور واضح ہیں ۔

۷ ۔ یہ قرآن حکیم ہی ہے جس نے زبانوں کے اختلاف، رنگتوں کے تباین اور حسب و نسب کے امتیازات کو مٹا کر سب کے

Marfat.com

دلوں میں ایک ہی عقیدہ ، سب کے دماغوں میں ایک ہی ولولہ اور سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ جاری کر دیا :

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بنی اسرائیل نے نجات کے دروازے صرف اسرائیلیوں کے لیے کھولے ۔ ہندوؤں نے کہا کہ مکتی پانے والے صرف برہمن ہیں۔ ایرانیوں کے نزدیک پارسیوں کے سوا یزداں کی رحمتوں کا مستحق اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔ چینیوں کا عقیدہ ہے کہ آسمانی خدا کے فرزند صرف وہی ہیں ۔ عیسائی اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ''خداوند نے اپنے اکلوتے فرزند کی قربانی دے کر اس کے پیرووں کے لیے ، چاہے وہ کتنے ہی جرائم کے مرتکب ہوئے ہوں ، بہشت کے دروازے کھول رکھے ہیں'' ۔ غرض ، ہر مذہب نے نجات کے لیے ایسی قومی ، ملکی اور نسلی حدیں مقرر کر دیں جن سے اس مذہب کا فیضان بالکل محدود ہو کر رہ گیا ۔ مگر قرآن حکیم نے ان قیود کو توڑ کر رکھ دیا اور

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ

کا اعلان واشگاف الفاظ میں کر کے قوم ، ملک اور نسل کے بندھنوں کو یکسر ختم کر دیا ۔

بنی نوع انسان پر قرآن کا بے پایاں احسان

اللہ رب العزت کا یہ آخری کلام مسکتی انسانیت کے لیے مسیحا بن کے آیا ۔ اس نے انسان پر بے پایاں احسان کیا اور اسے ایسا مجموعۂ قوانین عطا کیا کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی ۔ دنیا بھر کے مقننین باہم مل کر بھی کوشش کریں تو ایسا جامع مجموعۂ

Marfat.com

قوانین پیش نہیں کر سکیں گے ۔ اس احسان عظیم کی صرف چند شقیں بطور نمونہ ملاحظہ ہوں :

۱ ۔ جمہوری طرز کے فدائی ذرا سوچ کر بتائیں کہ : وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ کا زبردست "قانون باہمی مشورت" قرآن حکیم کے سوا کس نے عطا کیا ؟

۲ ۔ حقوق انسانیت کی حمایت کا دعویٰ کرنے والے غور کریں کہ :

فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً

"میدان کارزار میں غالب آ کر دشمنوں کو پکڑ لو تب یا تو انھیں بطور احسان چھوڑ دو یا پھر فدیہ لے کر ان کی جان بخشی کر دو"

کا بے مثل حکم اسیران جنگ کے حق میں قرآن مجید کے سوا کس نے دیا ؟

۳ ۔ عورتوں کے حقوق کے لیے مطالبہ کرنے والے آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ :

وَلَهُنَّ مِثْلُ مَا عَلَيْهِنَّ

"عورتوں کے حقوق مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں"

کا فرمان کلام پاک کے سوا کس نے جاری کیا ؟

۴ ۔ اخلاق حسنہ کے شیدائی بتلائیں کہ قرآن کریم کے سوا کس نے شراب اور جوئے کو

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

"گندگی اور شیطان کے کام" قرار دیا ہے ؟

Marfat.com

۶ - حامیان عدل و انصاف ذیل کی آیات پر غور کریں اور انصاف سے کہیں کہ عدل کی حمایت اور انصاف کے استحکام کے سلسلے میں کلام مجید سے بڑھ کر تاکید کس کتاب میں آئی ہے ؟

(ا) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۔ (اَلْمائدہ : ۲)

"کسی قوم سے یہ نفرت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام (کعبۃ اللہ) سے روک دیا تھا ، تم کو ان پر زیادتی کرنے کی طرف نہ لے جائے ۔"

(ب) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (اَلْمائدہ : ۸)

"کسی قوم سے نفرت کا ہونا تم کو ناانصافی کی طرف نہ لے جائے ۔ عدل و انصاف سے کام لو ، یہ تقوی اور خدا ترسی سے قریب تر ہے" ۔

(ج) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۔ (اَلنساء : ۱۳۵)

"اے ایمان والو ! عدل و انصاف قائم رکھو ، خدا لگتی گواہی دیا کرو خواہ تمہاری گواہی خود تمہارے خلاف ہو یا تمہارے والدین یا اقرباء کے خلاف ہی کیوں نہ ہو" ۔

۶ - عفو و درگزر کی تعلیم دینے والے ذیل کی آیات کو توجہ سے دیکھیں اور بتائیں کہ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرے

Marfat.com

گال کو تھپڑ کے لیے پیش کر دینے کا سبق اچھا ہے یا بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کا سلوک کرتے رہنے کی تعلیم ؟

(ا) اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ. (فُصِّلَتْ یا حٰمٓ السَّجدہ : ۳۴)

”بدی کے بدلے نیکی کرو ، جس سے تمہاری عداوت ہوگی وہ اس طرز عمل سے تمہارا گرم جوش حامی بن جائے گا ۔“

(ب) وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (اَلنُّور : ۲۲)

”تم کو چاہیے کہ تم معاف کر دیا کرو اور تم کو چاہیے کہ درگزر کیا کرو ۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالی تمہارے گناہوں کو معاف کر دے ؟“

(ج) وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ (اَلمائدہ : ۱۳)

”(اے پیغمبر !) اب یہ حال ہے کہ ان میں سے چند لوگوں کے سوا سب کی (کسی نہ کسی) چوری کی اطلاع آپ کو ہوتی رہتی ہے ، تو ان لوگوں کے قصور معاف کر دیجیے اور ان سے درگزر کیجیے ۔“

۷ ۔ انسانوں میں پاکیزہ عادات اور عمدہ صفات پیدا کرنے کے متمنی اس تعلیم کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں جو درج ذیل آیات میں دی گئی ہے :

(ا) قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (اَلْأَعْرَاف : ۳۳)

Marfat.com

"(اے پیغمبر !) آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میرے پروردگار نے فحش کی تمام اقسام کو حرام کر دیا ہے خواہ وہ فحش کھلا ہو یا چھپا ہوا۔"

(ب) إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ ۔

(اَلنَّحل : ۹۰)

"بلا شبہ اللہ تعالی حکم دیتا ہے عدل و احسان کا اور قرابت داروں کے ساتھ داد و دہش کا۔"

(ج) وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۔

(اَلنَّحل : ۹۰ کا باقی حصہ)

"اللہ تعالی روکتا ہے بدکاریوں سے اور ناپسندیدہ کاموں سے اور سر کشی سے ۔ وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو۔"

یہ جملہ احکام اور ان کے اشباہ و نظائر صاف طور پر واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے یہ کامل و اکمل مجموعۂ قوانین بھیج کر بنی نوع انسان پر بے پایاں احسان فرمایا ۔

Marfat.com

سید حسین مرتضی

خطِّ کتابۃِ الوحی

بسم اللہ ولہ الحمد

قبل اسلام حجاز کا علاقہ اور ام القری کی آبادی لکھنے پڑھنے میں کوئی شہرت نہیں رکھتی تھی لیکن چونکہ ان لوگوں کا عام مشغلہ تجارت تھا اس لیے فن تحریر کے محتاج تھے - یہ فن ان تک کیسے پہنچا ؟ اور اس نے کیا کیا صورتیں اختیار کیں ؟ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگرانی میں جس رسم الخط میں کتابت وحی کا اہتمام فرمایا اس کے ماخذ کون کون سے رسوم الخط تھے؟ یہ ایسے مسائل ہیں جن پر مدت سے چھان بین ہو رہی ہے - ہم اس سلسلہ میں فاضل محقق شیخ ابو عبداللہ الزنجانی کی وقیع کتاب تاریخ القرآن کے پہلے باب کی فصل اول کو چند اضافوں کے ساتھ اردو قالب میں پیش کر رہے ہیں -

عربی رسم الخط کے سلسلہ میں پہلا درجہ مصری رسم الخط دیموطیق (Demotic) ہے ، جو خط الشعب (عوامی خط) کہلاتا ہے -

اس سلسلہ کا دوسرا درجہ خط فینیقی ہے جو فینیقا کی طرف منسوب ہے - فینیقا بحرابیض متوسط کے ساحلی علاقہ ارض کنعان کے قریب واقع ہے اور آج کل اسے جبل لبنان کہتے ہیں - فینیقی سامی اقوام سے تعلق رکھتے تھے اور چونکہ تجارت اور دوسرے معاملات میں ان کے تعلقات مصریوں سے بہت زیادہ تھے اس لیے

Marfat.com

انھوں نے ان کے حروف سیکھے اور مصری[1] رسم الخط حاصل کر کے کچھ ترمیم کے بعد پیچ اور گھماؤ کم کر کے اپنی تجارتی ضروریات کے لیے نسبتہً سادہ حروف وضع کیے - چنانچہ آثار قدیمہ کے ماہر مستشرق ماسپرو[2] (Maspero) کے خیال میں (ان کی کتاب تاریخ المشرق کے مطابق) فینیقیوں نے پندرہ حروف مصریوں سے حاصل کیے تھے اور باقی کا اضافہ خود کیا تھا - پھر اپنی سادگی اور سہولت کی بنا پر ان کے حروف ایشیا اور یورپ میں پھیل گئے -

اس سلسلہ کا تیسرا درجہ آرامی[3] یا مسند رسم الخط ہے اور اس سلسلہ میں یورپی اور عرب مؤرخین میں اختلاف ہے -

یورپی مؤرخین کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ فینیقی رسم الخط نے چار خطوں کو جنم دیا :

۱ - قدیم یونانی ، جو تمام یورپی اور قبطی رسم الخط کی اصل ہے -
۲ - قدیم عبری ، جس سے سامری رسم الخط نکلا ، جو سامرۃ نابلس کی طرف منسوب ہے -

---

۱ - مصریوں کے تین رسم الخط تھے :
(۱) ھروغلیف کہلاتا تھا ، جو مذہبی لوگوں کے لیے مخصوص تھا ،
(۲) ھراطیق کہلاتا تھا ، جو دفتری ملازمین اور سرکاری خط و کتابت میں استعمال ہوتا تھا ،
(۳) دیموطیق تھا ، جو عوام کا رسم الخط (خط الشعب) تھا ، اور یہی سب سے زیادہ عام ہوا (تاریخ القرآن ص ۲۳)

۲ - ماسپرو : مولود ۱۸۴۶ میلادی ، متوفی ۱۹۱۶ میلادی (تاریخ القرآن ص ۲۳) -

۳ - آرام سامیوں کی ایک قدیم قوم ہے ، جو عرب کے علاقوں فلسطین اور شام میں قیام پذیر ہوئی - اس کی نسبت آرام بن سام کی طرف ہے جو عربوں میں بارم کے نام سے مشہور ہے ، اور عربوں کے اسلاف میں سے ہے - (تاریخ القرآن ص ۲۳) -

Marfat.com

۳ - مسند حمیری[1] ، جس سے حبشی رسم الخط نے جنم لیا -
۴ - آرامی ، جو چھ رسوم الخط یعنی :
(الف) ہندی ، اور اس کے تمام اقسام
(ب) قدیم فارسی ، پہلوی (ج) عبری مربع
(د) تدمری (ہ) سریانی
(و) نبطی[2]

کی اصل ہے -
فرنگیوں کی رائے کے مطابق ، عربی رسم الخط کی دو قسمیں ہیں :
۱ - کوفی ، جو سریانی کی ایک قسم ہے ، جسے اسطرنجیلی[3] کہتے ہیں -

---

۱ - خط مسند کی چار اقسام ہیں :
(۱) صفوی ، جو جبال حوران کے جبل صفا سے منسوب ہے ،
(۲) ثمودی ، جو مدائن صالح کی قوم ثمود سے منسوب ہے ،
(۳) لحیانی ، جو شمالی جزیرۃ العرب کے باشندوں سے منسوب ہے ،
(۴) سبیئی یا حمیری ، جو جنوبی جزیرہ کے باشندوں سے منسوب ہے (تاریخ القرآن ص ۲۴) -
۲ - انباط کی ریاست دمشق سے شمالاً جنوباً مدینہ کے قریب وادیٔ قریٰ تک شرقاً غرباً بادیۃ الشام سے نہر سویز تک پھیلی ہوئی ہے - اس کے شمال مغرب میں جزیرۃ العرب اور جزیرۃ السینا واقع ہے - ان کے آثار حجر میں (جو مدائن صالح میں ثمودیین سے متعلق ہے) اور حوران ، دمشق الشام اور جزیرۂ سینا میں ملے ہیں - اصل انباط نے فلسطین ، مدین ، خلیج العقبہ ، حجر اور حوران پر حکمرانی کی ہے - (تاریخ القرآن ص ۲۴)
۳ - سریانیوں کے تین قلم (رسوم الخط) ہیں :
(۱) مفتوح ، جس کو اسطرنجالا (اسطرنجیلی) کہتے ہیں - یہ سب سے جلی اور حسین قلم ہے ، اس کو خط ثقیل بھی کہتے ہیں اور اس کی مثال خط مصاحف ہے ، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

٢ - نسخ ، جو نبطی سے ماخوذ ہے -

اس رائے کے مطابق مسند عربی رسم الخط کے حلقہ سے خارج ہے - یہ لوگ سریانی کو ایک دوسرے سلسلہ کے ذریعہ نبطی کے ساتھ شامل کرتے ہیں -

اس ضمن میں قبل اسلام اور بعد اسلام کے عرب مؤرخین کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل حجاز کا خط اہل حیرہ[1] و انبار[2] سے ماخوذ ہے اور یہ عرب کندہ اور نبط کے ذریعہ حیرہ و انبار اور وہاں سے حجاز پہنچا، اور عرب کندہ[3] نے مسند کی نقل کی تھی[4] -"

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

(٢) مخفف ، جس کو لبشا کا نام دیا جاتا ہے اس کو شکل المدور بھی کہتے ہیں ، اس کی مثال وراتین کا خط ہے ،

(٣) سرطا ، یہ خط و کتابت میں مستعمل ہے اور عربی میں اس کی مثال خط رقاع سے دی جا سکتی ہے - (فہرست الکتب ص ١٨) -

١ - حیرہ ، کوفہ سے تین میل کے فاصلہ پر نجف کے مقام پر ایک شہر ہے (تاریخ القرآن ص٢٥) - خط حیری بعینہ وہی خط ہے جسے کوفی کہتے ہیں - چنانچہ فاضل ہنسوی نے لکھا ہے "عربی رسم الخط کے خط سیر کو ملاحظہ فرمائیے کہ انبار سے نکل کر حیرہ پہنچا وہاں سے حجاز کی طرف رخ کیا اب یہ حیری خط مکی و مدنی بننے کے بعد پھر عراق کی طرف پلٹا اور اپنے وطن اصلی قدیم حیرہ کے قریب کوفہ میں پہنچا" - کوفہ میں حضرت علی علیہ السلام کی سرپرستی میں اس نے اتنی ترقی کی کہ لوگوں نے اس کو کوفی ہی کہنا شروع کر دیا ، اور بعض لوگ تو حضرت علی علیہ السلام ہی کو اس خط کا موجد خیال کرتے ہیں (تاریخ خط و خطاطی میں علی علیہ السلام کا مقام ، سرفراز ص ١٨ و ١٩) -

٢ - انبار ، مغربی بغداد میں ساحل فرات پر شہر سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے (تاریخ القرآن ص ٢٥) -

٣ - کندہ ، جنوبی جزیرۃ العرب میں کلان کا بطن ہے -(تاریخ القرآن ص٢٥).

٤ - تاریخ القرآن ص ٢٣ - ٢٥ -

Marfat.com

یہاں پر شیخ زنجانی نے عرب مؤرخین کا وہ مشہور قول نقل کیا جس کے مطابق مکہ میں حرب بن امیہ بن عبد شمس، بشر بن عبدالملک برادر دومۃ الجندل کے ذریعہ اہل مکہ کو فن تحریر سے آشنا کرانے کا موجب بنا - لیکن فاضل محقق سید سبط حسن صاحب ہنسوی نے اس قول پر بحث کی ہے اور مضبوط دلائل کے ساتھ اسے رد کر کے حضرت ہاشم بن عبد مناف[1] اور ان کے فرزند جناب عبدالمطلب[2] کو ارض بطحا میں فن کتابت کی آمد کا موجب قرار دیا ہے - ان کا کہنا ہے کہ بشر اس زمانہ سے کافی متأخر ہے کیونکہ نویں صدی ہجری میں غزوۂ تبوک کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خالد بن ولید کو دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا، اس سریہ کے ہاتھوں اکیدر کا بھائی حسان قتل ہوا اور اکیدر اپنے ایک اور بھائی مصادر کے ساتھ خالد کے ہمراہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بھائی نویں صدی ہجری سے متعلق ہو اور دوسرا اس سے ایک صدی قبل کا شخص ہو[3]!

فاضل ہنسوی نے اپنے مقالہ میں ابن ندیم کے قول کو بھی رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابو قیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب شخص مجہول ہے اور کتب انساب عرب و تواریخ سے ان کا یہ نسب معلوم نہیں ہوتا اس لیے اس کا بنو زہرہ میں ہونا

---

۱ - حضرت ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر (قریش) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان من آل اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام، رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پردادا ہیں -

۲ - حضرت عبدالمطلب بن ہاشم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے دادا ہیں -

۳ - سرفراز علوی خطاطی نمبر ص ۱۴ - ۱۵ -

محتاج ثبوت ہے۔[1]

اپنے موقف کہ ارض بطن میں فن تحریر جناب ہاشم اور جناب ابوطالب کے ذریعہ آیا، کے دلائل میں محقق موصوف نے ڈاکٹر طہ حسین کی 'فی الادب الجاہلی'، جرجی زیدان کی تاریخ 'آداب اللغۃ العربیۃ'، ڈاکٹر ابراہیم جمعہ کی 'قصۃ الکتابۃ العربیۃ'، اور طاش کبریٰ زادہ کی 'مفتاح السعادۃ' کے حوالوں سے لکھا ہے کہ:

''اصل حقیقت صرف یہی ہے جس پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ عرب مضر (حجازی) اپنی تجارتی آمد و رفت کی وجہ سے ان خطوط سے آشنا ہوئے، اسی طرح حجاز کے اہل کتاب شمال سے مذہبی ارتباط رکھنے کی وجہ سے فن کتابت سے واقف ہو گئے تھے[2]۔ اور چونکہ باتفاق مؤرخین ''رحلۃ الشتاء والصیف'' یعنی جاڑوں میں یمن و عراق اور گرمیوں میں شام کی طرف تجارتی قافلوں کی آمد و رفت کا سلسلہ حضرت ہاشم ہی نے جاری فرمایا تھا اس لیے اس سے اس موقف کی تائید مزید ہوتی ہے۔ فاضل ہنسوی ؒ نے اپنے مقالہ میں فرید وجدی کی دائرۃ المعارف القرن الرابع عشر جلد نہم، Arthur U. Pope کی A Survey of Persian Art جلد دوم و ہشتم اور Calligraphy, Chapter 46 کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کی ایک خود نوشت دستاویز جو کھال پر تھی، مامون کے دارالآثار میں موجود تھی جسے ابن ابی اصیبعہ نے دیکھا تھا اور ابن ندیم نے بھی فہرست الکتب میں اپنے مشاہدہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی اس موقف کی مؤید ہے اور پھر یہ کہ مکہ میں اہل قریش میں سرداری بنو ہاشم ہی میں محصور تھی اور بنو امیہ کو عہد نبوی میں جو مقام حاصل ہوا وہ صرف اس

---

۱ - سرفراز، علوی خطاطی نمبر ص ۱۴ -

۲ - سرفراز، علوی خطاطی نمبر ص ۱۵ -

Marfat.com

بنا پر ہوا کہ خود جناب عبدالمطلب اور جناب ابی طالب نے ولادت نبوی کے بعد اس سرداری میں اپنی دلچسپیاں کم کرنا شروع کر دی تھیں پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے مدینہ تشریف لانے کے بعد تو بنی ہاشم کی سرداری مکہ کے بجائے مدینہ منتقل ہو گئی تھی - اس صورت میں یہ بات بڑی حد تک بعید از امکان معلوم ہوتی ہے کہ اہل عرب کو رسم الخط ان کے سردار اور شہنشاہ کے بجائے کسی اور نے دیا ہو اور انھوں نے اس کو قبول بھی کر لیا ہو - پھر ایسا بھی نہیں کہ حضرت ہاشم میں تدبر یا صلاحیتوں کا فقدان ہو -

اس کے بعد مؤرخین عرب کی رائے کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے علامہ زنجانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ :

''ابن عباس سے روایت ہے کہ اہل انبار نے اہل حیرہ سے لکھنا سیکھا تھا ، اس لحاظ سے عرب مؤرخین کی رائے میں خط مسند سلسلۂ خط عربی کے حلقات بلکہ عربی رسم الخط کے بنیادی ماخذ میں شامل ہے -

حیاۃ اللغۃ العربیۃ کے مؤلف اور مشہور عرب نقاد امین واصف نے عربوں کے اس رجحان کو درست قرار دیتے ہوئے کچھ دلائل بھی دیے ہیں :

(۱) پہلے یہ کہ مسند کی چار قسمیں مشہور ہیں اور ان میں فینیقی سے قریب تر صفوی ہے ، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ در اصل مسند ہی وہ منفرد رسم الخط ہے جو اپنی اصل فینیقی سے قریب تر بھی ہے اور بلاشبہ آرامی سے دور بھی نہیں ہے - یہ یمنیوں اور آرامیوں سے کندہ اور نبط کے ذریعہ حیرہ اور انبار پہنچا اور حیرہ و انبار سے اہل حجاز تک آیا -

Marfat.com

اس سلسلہ میں ایک احتمال ضعیف ہے کہ خط صفوی کا فینیقی سے قریب ہونا اس بات کا مؤید ہے کہ مسند فینیقی سے ماخوذ ہے ، یہ یمن میں پھیلا اور یہاں سے حیرہ اور انبار آیا ، اس اعتراف کے ساتھ کہ یہ خط آرامیوں کے ذریعہ یہاں پہنچا ، اس امکان کو اور قوی کرتا ہے کہ وہ آرامی رسم الخط حجازی رسم الخط کے اصول میں سے ہے کیونکہ ان آرامیوں سے اپنے خاص خط کے علاوہ کسی اور خط کا پھیلانا کافی بعید معلوم ہوتا ہے ۔

(۲) دوسرے یہ کہ نبطیوں کا یمنیوں سے اسی طرح کا اختلاط اور مجاورت جس طرح کا اختلاط انھیں بعض آرامی قبیلوں سے حاصل تھا ، اس بات کا متقضی ہے کہ نبطیوں نے ان سے مسند حاصل کیا ہو ۔ اس سلسلہ میں اگر یہ اختلاط اس بات کی دلیل ہو کہ نبطیوں نے یہ خط یمنیوں سے حاصل کیا ، تو اسی طرح نفس دلیل کے طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انھوں نے فن تحریر آرامیوں سے سیکھا ہو ۔

(۳) تیسرے یہ کہ مؤرخین عرب اس بات پر متفق ہیں اور ان کے پاس اس سلسلہ میں بکثرت روایات موجود ہیں کہ رسم الخط یمن سے حجاز میں آیا اور یمن کے راستہ رسم الخط کی آمد اس کے اصلاً آرامی ہونے سے معارض نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ گذر چکا ہے یہ امکان موجود ہے کہ یمنیوں نے آرامیوں سے اختلاط کے باعث یہ خط ان ہی سے حاصل کیا ہو ۔

(۴) چوتھے یہ کہ حروف روادف (ثخذ ضظغ) خط مسند حمیری میں موجود ہیں اور آرامی میں نہیں ہیں ۔ اس

Marfat.com

بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر حجازی رسم الخط کا بنیادی مأخذ مسند ہوتا تو حروف روادف کی مخصوص بھی دوسرے حروف کی طرح اپنے اصل سے تسلسل کے ساتھ آتیں اور مسند میں موجود ہوتیں ، اس لیے ان حروف کے لیے خط حجازی میں خاص صورت کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آرامی اس کے اصول سے خارج ہے۔ لیکن (ایسا نہیں ہے بلکہ) حروف روادف کی آوازوں کا عربی زبان میں موجود ہونا اس بات کا سبب ہوا کہ ان آوازوں کے لیے بانقط حروف وضع کیے جائیں چناں چہ صاحب حیاۃ اللغۃ العربیہ (ص ۸۸) کا یہ قول اس بات کی تائید کرتا ہے کہ عربی حروف کے واضع نے باء ، جیم ، دال ، صاد ، طاء اور عین کی شکلیں حاصل کیں اور نقطوں سے امتیازات قائم کیے۔

عربی خط کے آرامی سے مأخوذ ہونے پر کچھ اور شواہد بھی ہیں۔ مثلاً حافظ شمس الدین ذہبی[1] نے تذکرۃ الحفاظ میں خارجہ بن زید[2] کی اس روایت کے ذیل میں جو انھوں نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کی ہے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن ثابت کو کتابت یہود سیکھنے اور پندرہ دن کے اندر

---

۱ - محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی ترکمانی فاروقی ، الامام الحافظ جو ۶۷۳ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور کم سنی میں علم حدیث حاصل کیا ، اپنے دور کے امام اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ایک تذکرۃ الحفاظ ہے۔ انھوں نے ۷۴۸ھ میں انتقال کیا (تاریخ القرآن ص ۲۷)۔

۲ - خارجہ بن زید بن ثابت انصاری فقہاء اور کبار علماء میں سے ہیں لیکن قلیل الحدیث ہیں ، اسی بنا پر ذہبی نے حفاظ میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ انھوں نے مدینہ میں انتقال کیا۔ (تاریخ القرآن ص ۲۷)۔

Marfat.com

اس کی مشق اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے کا حکم دیا اور زید نے پندرہ دن میں مہارت حاصل کر لی ۔ یہ بات اس کی دلیل ہے کہ انھوں نے سطرنجیلی لکھا ـــ جو خط کوفی کی اصل اور خط سریانی کی ایک قسم ہے ـــ جو یہودیوں کا رسم الخط تھا ۔ اسی بنا پر انھوں نے زید بن ثابت کے احوال میں بیان کیا ہے کہ انھوں نے خط سریانی سیکھا اور اس سے خط کوفی نے جنم لیا ۔

جہاں تک مدینہ میں خط کا تعلق ہے تو اس ضمن میں اہل سیر کا کہنا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں ایک یہودی بچوں کو کتابت کی تعلیم دیتا تھا ، اور مدینہ میں تقریباً انیس (۱۹) افراد فن تحریر سے واقف تھے ، جن میں سے چند ۱ ۔ سعید بن زرارہ ، ۲ ۔ منذر بن عمرو ، ۳ ۔ ابی بن وهب ، ۴ ۔ زید بن ثابت ، ۵ ۔ رافع بن مالک اور ۶ ۔ اوس بن خولی ہیں ۔ ظاہر ہے یہ لوگ اس خط حجازی سے متعارف ہوں گے جو حیری سے مأخوذ ہے ، اور یہ بات اس واقعہ کے منافی نہیں ہے کہ زید نے ہجرت نبوی[1] کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے یہودی خط سیکھا ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ پہلی ہستی ہیں جنھوں نے ہجرت کے بعد فن تحریر کو عام فرمایا ۔ چنانچہ جب غزوۂ بدر میں قریش وغیرہ کے ستر (۷۰) آدمی قید ہوئے تو آپ نے جہلاء سے مال کا فدیہ قبول فرمایا اور کتابت جاننے والوں میں سے ہر ایک کے لیے دس (۱۰) بچوں کو فن تحریر کی تعلیم دینا فدیہ قرار فرمایا ۔ اس وقت سے تدریجاً مدینہ اور حلقہ بگوش اسلام ہونے والے دوسرے شہروں میں تحریر کا عام رواج ہونے لگا[2] ۔

33443

---

۱ ۔ ہجرت نبوی ۸ ۔ ربیع الاول مطابق ۲۰ ۔ ستمبر ۶۲۲ میلادی واقع ہوئی ۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت آپ کا سن مبارک ۵۳ سال تھا (تاریخ القرآن ص ۲۸) ۔

۲ ۔ تاریخ القرآن ص ۲۵-۲۸ ۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفاظت دین کی خاطر عرب میں حفاظت بالروایت یا حفاظت بالحفظ کے عام طور پر مروجہ اصول پر زور دینے کے ساتھ ساتھ حفاظت بالکتابت کے اصول کو بھی عام طور سے رواج دیا ۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ "اَلْعِلْمُ صَیْدٌ وَ الْکِتَابَۃُ قَیْدٌ قَیِّدُوْا رَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عُلُوْمَکُمْ بِالْکِتَابَۃِ"[1]

یعنی علم ایک شکار ہے اور کتابت جال ہے ، خدا تم پر رحم کرے اپنے علوم کو کتابت کے ذریعہ مقید کرو

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ

قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ"[2]

علم کو لکھ کر محفوظ کرو ۔

چونکہ کتابت کا طریقہ خاص طور سے عرب اور اس میں بھی مدینہ میں اور بھی زیادہ غیرمانوس تھا اس لیے اس سلسلہ میں خاص اہتمام کرنا پڑا جس کے نتیجہ میں صحابہ میں فن تحریر اس قدر عام ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص کردہ مقرر کردہ کاتبین وحی کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی جن میں سے اگرچہ والد علام کے بقول "کچھ کاتب آتے جاتے رہے لیکن حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ابتداء نزول سے آخر تک مسلسل وحی لکھتے اور بترتیب قرآن مجید لکھتے رہے ۔" پھر بھی تعداد کی یہ کثرت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عہد نبوی ہی میں صحابہ کی اکثریت فن تحریر میں مہارت حاصل کر چکی تھی اور عرب روایت بالکتابت کے فن کو اپنا چکے تھے ۔ چنانچہ عہد نبوی ہی میں صحابہ نے

---

۱ ۔ سرفراز علوی خطاطی نمبر ص ۱۷ بحوالہ کشف الظنون جلد اول المقدمہ ص ۲۶ طبع مصر ۔

۲ ۔ تحف العقول ص ۳۶ ۔

Marfat.com

ذاتی طور پر نہ صرف یہ کہ آیات قرآنی کے مختلف النوع مصاحف قلمبند کرکے محفوظ کر لیے تھے اور عام طور سے استعمال کرتے تھے بلکہ احادیث نبوی کے مجموعوں پر مشتمل مختلف کتب بھی مدون اور مرتب ہو گئی تھیں[1] - پھر یہ کہ خاص اور منتخب کاتبین وحی کی اتنی تعداد جو ظاہر ہے اپنے فن کے ماہر اور محتاط افراد ہوں گے خود فن تحریر کی عمومیت پر دلالت کرتی ہے اور اس فہرست میں اکثر اجل صحابہ کا نہ ہونا بھی اس بات کی تائید مزید ہے -

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں فن تحریر صحابہ کے ساتھ ساتھ صحابیات میں بھی رائج تھا - چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے زمانۂ طفولیت میں خوشخطی کے مقابلہ کا مشہور واقعہ ان کی والدۂ گرامی جناب سیدۂ کونین سلام اللہ علیہا اور حضرات حسنین علیہما السلام کے اس دور میں فن تحریر سے واقفیت اور اس کے استعمال پر دلالت کرتا ہے - اس کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ نے بھی سنن ابی داؤد کتاب الطب اور عبدالرزاق کی کتاب الجامع باب الرفاع کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت حفصہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و اجازت سے اپنی ایک رشتہ دار خاتون شفاء بنت عبداللہ (جو خوب پڑھی لکھی تھیں) سے فن تحریر کی تعلیم حاصل کی[2] -

اس کے بعد زنجانیؒ نے حجازی خط کے متعلق چندسطروں میں لکھا ہے کہ :

”حجازی رسم الخط کی دو قسمیں ہیں :

---

۱ - محمد اربعین نووی مقدمہ ص۲۹-۳۲، تاریخ تدوین حدیث ص۱۹-۴۰ اور مفصل حوالوں کے ساتھ شیعہ کتب حدیث کی تاریخ تدوین ص ۲۳-۳۱ و ۳۵-۴۰ -

۲ - صحیفۂ ہمام بن منبہ ص ۲۰ -

Marfat.com

۱ - خط نسخ (نسخی)، جو (آج کل) خط و کتابت میں مستعمل ہے -
۲ - خط کوفی ، جس کو کوفہ کی تعمیر و آبادی کے بعد اس کی طرف منسوب کر دیا گیا ، کیونکہ خط حجازی نے کوفہ میں اپنے قواعد و حروف درست کیے[1]" -

آگے چل کے علامہ زنجانیؒ نے بعض دوسرے مباحث سے گفتگو کرنے کے بعد اسی باب کی چھٹی فصل میں تحریر فرمایا ہے کہ :

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معین کُتّابْ ، وحی کو ایک معین خط نسخ (نسخی) میں تحریر کرتے تھے[2] -"

عام طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ کتابت وحی خط کوفی ہی میں ہوئی ہوگی ، اور اس سلسلہ میں عہد نبوی کے ان خطوط کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے جو اصل حالت میں اب تک دستیاب ہو چکے ہیں - لیکن علامۂ موصوفؒ نے ایک دوسرا موقف پیش کیا ہے جو زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ، کیونکہ اس دور میں اور اس سے پہلے بھی عام طور پر مختلف شعبہ ہائے حیات یعنی دینی امور ، دفتری معاملات اور عام خط و کتابت وغیرھا کے لیے ایک ہی مقام پر الگ الگ رسم الخط کا رواج عام تھا اس لحاظ سے یہ بات زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے کہ آپؐ نے کتابت وحی کے لیے ایک خاص رسم الخط کو معین فرمایا ہو جس کا عام امور مملکت وغیرہ میں استعمال حکماً ممنوع ہو تاکہ غیر وحی کے مکتوبات ، مکتوبات وحی کے ساتھ خلط ملط

---

۱ - تاریخ القرآن ص ۲۸ ، خط کوفی کے متعلق اس گفتگو کے ضمن میں اسی مضمون کا صفحہ ۴، حاشیہ ۱ تاریخ خط و خطاطی میں علیؑ بحیثیت خطاط کامل ، سرفراز ، علوی خطاطی نمبر ص ۲۶ وغیرھم ملاحظہ فرمائیے -
۲ - تاریخ القرآن ص ۴۲ -

Marfat.com

نہ ہوسکیں جو بعد میں نقصان کا باعث ہوں ۔ ممکن ہے اس حکم کی سختی سے پابندی کی وجہ سے ہمیں اب تک اس دور میں خط نسخ کا سراغ نہ مل سکا ، کیونکہ خلیفہ ثالث رض نے سرکاری طور پر قرآن مجید کی حفاظت و تدوین کے بعد بلاد اسلامیہ میں مروج اور موجود تمام مصاحف غالباً بشمول ان مکتوبات کے جن کی کتابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیر نگرانی ہوئی تھی خاص اہتمام کے ساتھ تلف کر دیے تھے تاکہ قرآن مجید کے سلسلہ میں امت اختلافات کا شکار نہ ہو ۔ اس بنا پر ہمیں زیادہ سے زیادہ دور خلافت ثالثہ کے مصاحف ہی مل سکے ہیں جو عام طور پر خط کوفی میں ہیں جس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حکومت نے خط کوفی کے عام طور پر شائع اور مروج ہونے کی بنا پر، قرآن مجید کی کتابت خط کوفی ہی میں مناسب سمجھی ہو ۔ بہرحال اس ضمن میں اصل مآخذ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیر نگرانی کتابت شدہ اوراق وحی کی عدم موجودگی میں حتماً کوئی بات کہنا مشکل ہے اور علامہ زنجانی رح کے پیش کردہ موقف کے مآخذ اور روایات کی تلاش ضروری ہے ۔

کتابیات

۱ ۔ اربعین نووی

استاد مکرم جناب پروفیسر شیخ محمد اقبال صاحب مدظلہ العالی
ستمبر ۱۹۶۹ء ، علمی کتاب خانہ لاہور

۲ ۔ تاریخ ادب عربی

احمد حسن الزیات اردو: عبدالرحمن طاہر سورتی ۔ ۱۹۶۱ء،
شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

Marfat.com

۳ - تاریخ تدوین حدیث

والد علام حاج علامہ سید مرتضیٰ حسین صاحب صدرالافاضل لکھنوی دام مجدھم العالی - ۱۳۷۷ھ، ۱۹۵۷ء، پاکستان حسینی مشن راولپنڈی -

۴ - تاریخ خط و خطاطی میں علیؑ کا مقام

سرفراز، علوی خطاطی نمبر میں مولانا سید سبط الحسن صاحب ھنسوی، عمید قسم المخطوطات، مسلم یونیورسٹی علیگڑھ، کا مقالہ -

۵ - تاریخ القرآن

شیخ ابو عبداللہ بن المیرزا نصر اللہ الزنجانیؒ، مولود: زنجان ۱۳ - جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹ھ متوفی: زنجان ۷ - جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ تا ۱۳۸۸ھ، ۱۹۶۹ء مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان -

۶ - تحف العقول عن آل رسولؑ

شیخ ابو عبداللہ محمد حسن بن علی بن حسین بن شعبۃ الحرانی م ۳۳۲ھ تا ۳۶۷ھ طہران، ایران -

۷ - حضرت علیؑ بحیثیت خطاط کامل

سرفراز، علوی خطاطی نمبر میں شیخ ممتاز حسین صاحب جونپوری کا مقالہ سرفراز لکھنؤ -

رجب نمبر یعنی علوی خطاطی نمبر، ۳۶ شمارہ ۶، ۷ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ ۱۷-جنوری ۱۹۵۹ء، لکھنؤ (یوپی) بھارت -

۸ - شعبۂ کتب حدیث کی تاریخ تدوین

سید حسین مرتضیٰ، مقالہ برائے ایم - اے علوم اسلامیہ، ۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء ٹائپ شدہ، ملاحظہ فرمائیے کتاب خانۂ جامعۂ پنجاب لاہور پاکستان -

Marfat.com

۹ - صحیفہ ہمام بن منبہ : الصحیفة الصحیحة

ڈاکٹر حمیداللہ - ۱۳۷۵ھ، ۱۹۶۵ء مطبعۂ عثمانیہ، حیدر آباد دکن ، بھارت -

۱۰ - فہرست الکتب

محمد بن اسحق الندیم البغدادی مولود : جمادی الاخری ۲۹۷ھ، متوفی : بدھ ۲۰ - شعبان ۳۹۵ھ - ۱۳۴۸ھ، مطبعۃ الرحمانیہ ، مصر -

---

Marfat.com

رشید احمد

قرآن اور علم الخط

جزیرۃ العرب میں اسلام پھیلا تو قرآن پاک کی اشاعت کے لیے علم الخط کو عام کرنے کی ضرورت پیش آئی ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کی ترویج و اشاعت پر خصوصی توجہ فرمائی ۔ عہدِ رسالت کے تئیس (۲۳) برس میں سے تیرہ برس مکہ معظمہ میں گزرے ۔ وہاں جو لوگ فنِ کتابت سے واقف تھے ان کا ذکر کئی کتابوں میں آیا ہے ۔ دس سالہ مدنی زندگی میں (ابتدائے سنہ ۱ تا ربیع الاول ۱۱ ھ مطابق ۶۲۲ء تا مئی ۶۳۲ء) مذکور الصدر صحابۂ کرامؓ کے علاوہ حضور پر نور صلعم کی ہدایت پر اور کئی اصحابؓ نے لکھنا سیکھ لیا ، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں :

(۱) ابی بن کعب (۲) سعید بن زرارہ (۳) منذر بن عمر (۴) رافع بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔ ماہِ رمضان سنہ ۲ ھ (مطابق فروری ۶۲۴ء) میں مسلمانوں کو غزوۂ بدر میں فتح نصیب ہوئی اور قریشی مخالفینِ اسلام گرفتار ہو کر آئے تو ان میں سے جو اسیرانِ جنگ اپنی رہائی کے لیے نقد فدیہ ادا کرنے سے قاصر تھے ان میں سے ستر ایسے نکلے جو لکھنا جانتے تھے ۔ حکم ہوا کہ ان میں سے ہر قیدی انصار کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھا دے تو وہ اس کا فدیہ سمجھا جائے گا ۔ پڑھے لکھے اسیروں نے یہ شرط بخوشی منظور کر لی ۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں میں سات سو افراد تھوڑے ہی عرصے میں فنِ کتابت سے واقف ہوگئے[۱] ۔ حضرت زید

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو مسند احمد بن حنبل ، جلد ۱ ، ص ۲۴۶ ۔

Marfat.com

بن ثابتؓ نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا[1] ۔

فن خطاطی

تعلیم الخط کا یہ پہلا مدرسہ مدینۂ منورہ میں قائم ہوا ۔ اس سے عامۃ الناس میں اس فن کے حصول کا شوق پیدا ہوا ۔ عرب عام طور پر لکھنے کو حافظے کی کمزوری کی علامت قرار دیتے تھے ، مگر اب ان کے اس خیال میں تبدیلی آ گئی اور انھوں نے تحریر کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا لیا ۔ اسلام کی فتوحات کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا تو اس کے ساتھ ساتھ علم الخط میں وسعت ہوتی چلی گئی اور مسلمانوں نے جہاں دوسرے علوم و فنون کو کمال عطا کیا وہاں قلم کو بھی وہ فن سکھایا جسے خطاطی کہتے ہیں ۔

خطاطی کی قدر و قیمت

عربوں کے یہاں بدلے ہوئے نظریے کے تحت خطاطی کی قدردانی کا اندازہ لگانا ہو تو ذیل کے مقولے دیکھیے :

(۱) الخط نصف العلم (۲) الخط ریاض العلوم (۳) القلم سفیر العقل (۴) الخط حلیۃ الکاتب (۵) الخط الجمیل حلیۃ الکاتب ، یہ آخری قول حضرت علیؓ سے منسوب ہے ، آپؓ نے یہ بھی فرمایا :

علموا اولادکم الکتابۃ فان الکتابۃ ھمم الملوک والسلاطین

اور اس قول کی نسبت بھی حضرت علیؓ ہی کی طرف کی جاتی ہے :

حسن الخط للفقیر مال و للامیر جمال و للغنی کمال

پھر یہ قول بھی بہت مشہور ہے :

علیکم بحسن الخط فانہ من مفاتیح الرزق

---

۱ - طبقات ابن سعد ، ص ۱۴ - اسی کتاب طبقات ابن سعد میں ہے کہ جو اسیران جنگ نقدی کی شکل میں فدیہ ادا کرنے سے قاصر تھے اور لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتے تھے ، وہ یوں ہی رہا کر دیے گئے ۔

Marfat.com

جعفر برمکی نے خط کی تعریف میں یوں کہا ہے :

الخط خیط الحکمة ینظم فیه منشورها ویفصل فیه شذورها

شیخ شمس الدین[1] الاکفانی کا قول بہت مشہور ہے ، جس کا مفہوم یہ ہے :

''الفاظ حرف معانی اور مفہوم کو ادا کرتے ہیں ، مگر خط الفاظ کے حسنِ صوری کو پیش کرتا ہے ۔''

کسی شاعر نے حسنِ خط کی شان میں یہ قطعہ کہا ہے :

خط از جملہ ہنرہا بے نظیر است
چو روح اندر تنِ برناؤ پیر است[2]
اگر منعم بود آرایش اوست
وگر مفلس ، مر اورا دست گیر است

غرض یہ فن ایسا جوہر آبدار اور گوہر شاہوار ہے کہ اس نے اپنی چمک دمک سے دوسرے تمام جواہر و یواقیت کی آب و تاب چھین لی ۔ سلاطینِ ماضیہ اس کے بڑے قدر دان تھے اور اس فن کے ماہرین اور کاملین کو نہایت معزز و مؤقر سمجھتے تھے ، انھیں اپنے خاص پہلو میں جگہ دیتے تھے اور ان سے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ہم کلام ہوتے تھے ۔

خط کوفی

خط حیری میں بہت کچھ اصلاح کر کے اہلِ کوفہ نے اسے خطِ کوفی کہنا شروع کر دیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں عربی خط عرب سے باہر نکلا ۔ اس زمانے میں فوج کے سیکرٹریٹ کا کام تمام تر عربی زبان میں ہوتا تھا گو مفتوحہ ممالک میں سول سیکرٹریٹ کی زبان

---

۱ ۔ مؤلف ''ارشاد القاصد'' ۔

۲ ۔ دوسرے شعر میں حضرت علیؓ کے قول کی کیسی ترجمانی کی گئی ہے ؟

Marfat.com

مقامی زبان ہی ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ ہی کے زمانے میں کوفہ اور بصرہ کی چھاؤنیاں آباد ہوئیں۔ ان چھاؤنیوں کے نام تو ان کے ارد گرد کے علاقوں کی خصوصیات کی بنا پر رکھے گئے تھے، مگر حالات نے بہت جلد ان شہروں کو عربی تہذیب و ثقافت (جس میں عربی خط بھی شامل تھا) کا مرکز بنا دیا۔

عربی خط نے اسلام کے زیرِ سایہ سب سے پہلے جو نیا جمالیاتی لباس پہنا اُسے جدید کوفی خط کہا جاتا ہے۔ بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو سب سے پہلے آپؓ ہی نے وہاں کے خط میں حسن و جمال پیدا کر کے اس کا نام خطِ کوفی رکھا اور بہت سے لوگوں کو اس کی تعلیم دی۔ اس کے بارے میں سلطان علی مشہدی کا یہ شعر بہت مشہور ہے:

مرتضیٰ[۴] اصلِ خطِ کوفی را
کرد پیدا و داد نشو و نما

یہاں اصلِ خطِ کوفی سے مراد ''جدید کوفی'' خط ہی ہے اس لیے کہ قبل از اسلام کے قدیم کوفی خط کو خطِ حیری کہا کرتے تھے۔

اعراب کی ضرورت

حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ صحابۂ کرامؓ کو پورے آداب و قواعد (ترتیل) کے ساتھ سنا دیتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ آیاتِ قرآنی کو پوری احتیاط کے ساتھ ازبر کر لیتے اور کاتبانِ وحی اسی وقت اس وحی الٰہی کو اونٹ کے شانے کی ہڈی، پتھر کی سلوں، کھجور کے پتوں اور درختوں کی چھال وغیرہ پر منضبط کر لیتے تھے۔ اس زمانے میں اعراب و نقاط کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی اس لیے کہ حفاظ الفاظ کو صحیح مخارج اور پوری صحت کے ساتھ ادا کرنے پر قادر ہوتے تھے۔

Marfat.com

روایت ہے کہ ابو الاسود دوئلی جو حضرت علیؓ کا تلمیذِ رشید اور منجملہ فصحائے عرب اور ماہر علم النحو تھا، ایک موقع پر بصرہ گیا ۔ زیاد حاکم بصرہ سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے ابوالاسود سے مصحف مکرم کے الفاظ پر اعراب لگانے کی فرمایش کی ، مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ بدعت ہے ، جو کام خود حضور اکرم ﷺ نے کرنے کو نہیں فرمایا اور نہ صحابہؓ کرام نے اس کی ضرورت محسوس کی ، میں اسے کیوں کر انجام دے سکتا ہوں ؟

اتفاق سے ، قیامِ بصرہ ہی کے دوران ابو الاسود نے ایک روز ایک شخص کو قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ۔ جب وہ شخص سورۃ التوبہ کی اس آیت پر پہنچا :

اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ

تو اس نے 'رَسُوْلُہٗ' کی لام کو مضموم کے بجائے مفتوح پڑھا ۔ چونکہ تبدیلِ حرکت کی بنا پر معنی کچھ کے کچھ ہوگئے اس لیے ابو الاسود سخت برہم ہوا ۔ تلاوت کرنے والے کی غلطی کی تصحیح تو خیر اس نے کر دی ، مگر اس کے فوراً بعد وہ زیاد کے پاس پہنچا اور واقعہ بیان کر کے کہا کہ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں قرآن پاک کے الفاظ پر اعراب لگا دوں تو میں نے اس کو بدعت سمجھ کر انکار کر دیا تھا ۔ اب یہ واقعہ پیش آیا ہے اور قرآن حکیم کی توسیع اور اشاعت کے پیشِ نظر اس قسم کی غلطیوں کے سرزد ہونے کا زیادہ احتمال ہے اس لیے میں اعراب لگانے کی خدمت انجام دینے کو نہ صرف تیار ہوں بلکہ اب اسے ضروری سمجھتا ہوں ، مجھے ایک کاتب دے دیا جائے تا کہ میں مصحفِ مکرم کے ایک نسخے پر اعراب لگوا دوں اور آیندہ کے لیے مصحفِ مکرم کی کتابت کے سلسلے میں اس کے مطابق اعراب کا اہتمام کر

Marfat.com

دیا جائے۔

چنانچہ اس اہم خدمت کے لیے ابو الاسود کو کئی دن کے لیے ایک کاتب دے دیا گیا ۔ ابو الاسود نے کاتب کو پاس بٹھا کر ہدایت کی کہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں ۔ جس حرف کے ادا کرنے میں میرا منہ کھل جائے اس کے اوپر ایک نقطہ لگا دینا (فتحہ یعنی زبر کا قائم مقام) اور جس حرف کو ادا کرتے وقت میرے دونوں لب کناروں سے مل جائیں اور میں اسے سمنہ گول کر کے ادا کروں اس کے آگے ایک نقطہ لگا دینا (ضمہ یعنی پیش کا قائم مقام) ۔ اور جس حرف کے ادا کرنے میں بخلاف دیگر حروف کی آواز کا رخ نیچے کی جانب ہو ، اس کے نیچے ایک نقطہ لگا دینا (کسرہ یعنی زیر کا بدل) ۔ کاتب ان ہدایات کے مطابق عمل کرتا رہا اور جب مصحفِ مکرم کا یہ نقطہ دار اعراب کا نسخہ تیار ہوگیا تو اسے اچھی طرح جانچ لیا گیا ۔ اس کے بعد اسی کے مطابق قرآن پاک کی کتابت کئی سو برس تک ہوتی رہی اور یہی نقطے اعراب کا کام دیتے رہے ۔ ابو الاسود کے نامور شاگرد نصیر بن عاصم ، یحییٰ بن یعمر عدوانی ، میمون بن اقرن اور عنبسہ بن معدان فہری تھے۔

عبدالمحمد ایرانی کی تالیف پیدایشِ خط و خطاطان کے صفحہ ۵۶ پر کلام پاک کے ایک نسخے کا عکس چھپا ہے جس میں حروف پر بجائے اعراب کے نقطے ہی لگائے گئے ہیں ۔ یہ نسخۂ مصحفِ مکرم مصر کے شاہی کتب خانے میں محفوظ ہے اور اس کو قرنِ اول کی یادگار تسلیم کیا جاتا ہے ۔

متجانس الخط حروف کے لیے نقاط کا اضافہ

جب اسلام دور دراز مقامات تک پہنچ گیا تو لہجہ کے اختلاف کے باعث خود عربوں کو کلامِ پاک کے صحیح تلفظ میں دشواریاں پیش آئیں ، اس لیے کہ کتابتِ مصحف مکرم کے لیے ب ت ث کے

Marfat.com

لیے صرف ایک شکل تھی ، ج ح خ کے لیے بھی ایک ۔ اسی طرح د ذ ، ر ز ، س ش ، ص ض ، ط ظ ، ع غ کے لیے ایک ہی ایک شکل بنائی جاتی تھی ۔ غیر عربوں خصوصاً عجمیوں کے لیے یہ دشواریاں چند در چند ہوگئیں ۔ یہ صورت حال دیکھ کر بنی اُمیّہ کا پانچواں خلیفہ عبدالملک بن مروان برسرِ اقتدار آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد اس اہم مسئلے کی طرف متوجہ ہوا ۔ اس نے عراق کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی سے کہا کہ ابو الاسود کی مقرر کردہ علاماتِ اعراب (نقاط) ناکافی ہیں ، اس لیے اہلِ علم سے مشورہ کر کے متجانس الخط حروف میں تمیز کرنے کی غرض سے نقطے تجویز کیے جائیں ۔ حجاج نے علماء و فضلاء سے مشورہ کیا اور سب کی رائے سے نصیر بن عاصم (شاگرد ابو الاسود دوئلی) نے متجانس الخط حروف کی تمیز کے لیے کلامِ پاک کے ایک نسخے پر ایک ، دو اور تین نقطے لگا دیے ، مگر اعراب (زبر ، زیر ، پیش) ظاہر کرنے والے نقطوں کو بھی برقرار رکھا ۔ فرق کے لیے یہ صورت اختیار کی گئی کہ اعراب کے لیے سیاہ نقطے لگائے اور متجانس الخط حروف کے لیے سرخ ۔ بعد کے نسخوں میں اس صورت کا عکس بھی اختیار کیا گیا یعنی اعراب کے لیے سرخ نقطے لگائے گئے اور متجانس الخط حرف کے لیے سیاہ ۔

Marfat.com

حافظ احمد یار

کتابت مصاحف میں صنائع و بدائع

اسلامی تہذیب و ثقافت کے دور عروج میں فن خطاطی نے ارتقاء کی کئی منازل طے کیں ۔ خط کے بارے میں مسلمانوں کے حیرت انگیز اہتمام کے باعث خطاطی کا لطیف و باصرہ نواز فن اسلامی ثقافت کا ایک اہم ستون سمجھا جانے لگا ۔

اسلامی خطاطی کے عروج و کمال کے اسباب میں قرآن مجید کا شمار سر فہرست ہوتا ہے ۔ قرآن مجید یا اس کی بعض آیات کی حسین کتابت کا شوق اور اس کام میں سعادت حاصل کرنے کا ذوق ، اس فن جمیل کے کمال کا محرک بھی تھا اور کمال فن کے اظہار کا بہترین ذریعہ بھی ۔ مسلمانوں نے خط کی بیسیوں قسمیں (اقلام) ایجاد کیں ۔ ان میں سے بعض اقسام مثلاً کوفی اور نسخ ، کتابت مصاحف کے ساتھ ہمیشہ مخصوص رہی ہیں ۔ کوئی خطاط اس وقت تک ماہر فن شمار نہیں ہوتا تھا جب تک وہ اپنے علاقے اور اپنے زمانے میں رائج قرآنی خط میں بھی مہارت حاصل نہ کرلیتا ۔ ہر خطاط اس وقت تک اپنے فن کو بے کار سمجھتا تھا جب تک کہ وہ قرآن پاک کے کم از کم ایک نسخے کی کتابت نہ کر چکتا ۔ امراء و شرفاء ، حکمران ، شاہزادے اور شاہزادیاں تک خطاطی سیکھنا اور خط کی سرپرستی کرنا اپنے ثقافتی وقار اور معاشرتی وجاہت کا لازمی حصہ سمجھتے تھے ۔ خطاطی کے ساتھ قرآن مجید ، مسلمانوں کے اندر ورق سازی ، مداد سازی (قیمتی روشنائیاں بنانا) اور تجلید (جلد بندی) کی صنعتوں نیز تذھیب اور نقاشی ایسے فنون جمیلہ کے فروغ کا بھی باعث بنا ۔ اپنے فنی کمال کو مصاحف کی

Marfat.com

تزیین میں صرف کرنا ہر صاحب فن کے لیے اپنی بہترین یادگار چھوڑ جانے کا ایک ذریعہ تھا -

عام طور پر مصاحف (قرآن کے نسخوں) کی تیاری میں کاغذ، روشنائی، خط، تجلید، تذہیب اور نقاشی کی خوبیوں کے اعتبار سے نسخے کا فنی اور جمالیاتی معیار متعین کیا جاتا تھا - تاہم بعض ماہرین فن نے مذکورہ امور کے علاوہ مصاحف کی تیاری میں فنی ندرت اور فکری جدت کے بعض انوکھے پہلو نکالنے اور کتابت مصاحف میں لزوم مالایلزم کی بعض عجیب و غریب صورتیں اختیار کیں جو نسخے کو خاص طور پر ممتاز اور زیادہ جاذب توجہ بنا دیتی تھیں - اس قسم کے نسخوں کی دلچسپی اور جاذبیت نے بعض دفعہ اصحاب فن کی فنی کاوشوں کے متعلق افسانوی روایات کو بھی جنم دیا - مثلاً میں نے ایک سے زائد اشخاص سے یہ روایت سنی ہے کہ کسی ریاست میں قرآن مجید کا ایک نسخہ موجود تھا جس کی کتابت ایسی صنعت کے ساتھ کی گئی تھی کہ اگر آپ ایک صفحے کے کسی حرف مثلاً ''و'' یا ''ق'' کے سرے پر کوئی پن وغیرہ رکھ کر سوراخ کریں تو نیچے کے تمام صفحوں پر وہ پن اسی حرف کے اسی حصے پر سے گزرے گا - گویا ایک صفحے پر جہاں کوئی حرف آیا ہے، اس کے نیچے والے تمام صفحوں پر اس جگہ وہی حرف واقع ہوا ہوگا - یہ چیز تو عقلاً محال نظر آتی ہے، البتہ طویل مشاہدے اور مطالعے کی بنا پر راقم الحروف نے کتابت مصاحف میں صنائع و بدائع کے استعمال کے متعلق بعض اہم معلومات جمع کی ہیں، جو قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہیں -

۱ - کمال خط کے ساتھ ساتھ کتابت مصاحف میں ایک جاذب نظر ندرت کا پتا سب سے پہلے عباسی دور کے مشہور خطاط، یاقوت المستعصمی کے ہاں ملتا ہے - مستعصمی کے فن کے متعلق

Marfat.com

کچھ لکھنا تو تحصیل حاصل ہے اور ہمارے موضوع سے خارج بھی - قابل ذکر بات یہ ہے کہ سب سے پہلے مستعصمی نے کتابت مصاحف میں یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ صفحے کو گیارہ سطروں میں تقسیم کرتا تھا - ہر صفحے کی پہلی ، چھٹی اور گیارھویں سطر تو خط ثلث میں لکھتا تھا اور سطور ۲ تا ۵ اور ۷ تا ۱۰ خط ریحان میں ہوتی تھیں - مستعصمی کی اس طرز کتابت کا بعد میں کئی خطاطوں نے اتباع کیا - اس قسم کے ایک نسخۂ قرآن کی کتابت ، ترکی کے مشہور خطاط، احمد قرہ حصاری نے ۹۴۴ھ میں مکمل کی - اس نسخے میں فی صفحہ ۱۳ سطریں اس طرح تھیں کہ پہلی، ساتویں اور تیرھویں سطر خط ثلث میں اور باقی سطور خط نسخ میں لکھی گئی تھیں - یہ نسخہ اب بھی دارالکتب مصریہ میں موجود ہے - بعض مطبوعہ نسخوں میں اس طرز کے اتباع کی یہ صورت بھی دیکھی گئی ہے کہ نیچے ، اوپر اور درمیان کی سطروں کو جلی قلم یا باقی سطور کی نسبت طویل لکھ کر ممتاز کر دیا گیا ہے -

۲ - قرآن مجید (اور عام کتابوں کو بھی) بالعموم مستطیل یا مربع شکل کے صفحے پر تحریر کیا جاتا ہے ، مگر بعض خطاط متن کے لیے صفحے کا ڈیزائن مسدس یا مثمن یا بیضوی شکل کا اختیار کرتے تھے - محمد روح اللہ لاہوری نے ۱۱۰۹ھ میں بمقام جزیرہ سقوطرہ ایک نسخۂ قرآن لکھا جس میں تحریر متن کے لیے صفحہ مثمن شکل کا تھا - یہ قلمی نسخہ اب بھی دارالکتب مصریہ میں موجود ہے - مجتبائی پریس دہلی سے ۱۲۸۸ھ میں ایک نسخۂ قرآن شائع ہوا تھا جس کا متن بیضوی شکل کا تھا - اسی مجتبائی پریس سے ۱۲۹۴ھ میں منشی ممتاز علی کا لکھا ہوا ایک نسخۂ قرآن شائع ہوا جس کا متن بشکل مسدس تھا - اسی طرح مفید عام پریس آگرہ سے ۱۳۰۹ھ میں مولوی وسیع اللہ کی کتابت سے ایک نسخۂ قرآن طبع ہوا جس کا متن مثمن شکل میں تھا -

Marfat.com

۳ - بعض دفعہ تحریر میں خوبصورتی اور جاذبیت پیدا کرنے کے لیے ایک ہی نسخے میں متعدد روشنائیوں یا ایک سے زیادہ اسالیب خط کا استعمال کیا گیا ہے - فقیر خانہ (اندرون بھاٹی گیٹ لاہور) میں اور لاہور کے بعض دیگر اہل ذوق کے پاس بہترین کتابت کے ایک ہی نسخۂ قرآن کے کچھ متفرق اوراق موجود ہیں جن میں ابتدائی ، آخری اور درمیانی سطریں نیلے (لاجوردی) رنگ میں تحریر کی گئی ہیں اور دوسری سطور کے لیے الگ روشنائی استعمال کی گئی ہے - ۱۰۴۰ھ میں علی بن محمد نامی ایک خطاط نے ایک نسخۂ قرآن لکھا جس کے صفحات کے درمیان میں کہیں کہیں سفید حروف میں کتابت کی گئی تھی اور قلم بھی دو یعنی ثلث اور نستعلیق استعمال کیے گئے تھے - خط بہار کے تمام نسخوں میں بالعموم اسم جلالت (اللہ) سرخ روشنائی سے اور بعض نسخوں میں سنہری روشنائی سے لکھنے کا التزام کیا گیا ہے - پٹنہ کے رائے بہادر جالان میوزیم میں عالمگیری عہد کا ایک ایسا نسخۂ قرآن موجود ہے جو اول تا آخر سنہری حروف میں لکھا گیا - مولوی محمد حسین عادلی کا تحریر کردہ ایک پنجسورہ بحروف سفید لاہور سے شائع ہوا تھا -

۴ - صنائع خط میں دقیق نویسی کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے - بعض خطاطوں نے کم سے کم اوراق میں قرآن مجید کی کتابت کرنے کا اہتمام کیا ہے - ہمارے زمانے میں فوٹو آفسٹ نے یہ کام آسان کر دیا ہے - مگر پرانے زمانے میں خطاط کی اصل تحریر ہی دقت خط کا نمونہ ہوتی تھی - ۱۱۶۰ھ میں مصطفی بن محمد نامی ایک خطاط نے دس ورق میں ایک نسخۂ قرآن مکمل کیا - دارالکتب

---

۱ - ذکری ، ص ۱۲۰ -
۲ - کردی ، ص ۱۸۶ -
۳ - ایضاً ، ص ۱۷۶ -
۴ - ایضاً ص ۱۸۸ -
۵ - الزبیر ، ص ۱۲۹ -
۶ - کردی ، ص ۱۷۶ -
۷ - ایضاً -
۸ - ایضاً -

Marfat.com

مصریہ میں کسی نامعلوم خطاط کا تحریر کردہ ایک مصحف موجود ہے جو ۳۳۰ اوراق پر مشتمل ہے - اس میں اوراق مثمن شکل کے استعمال ہوئے ہیں اور ہر ورق چاندی کے ریال (ایک مربع انچ سے بھی کم) کے سائز کا ہے - دقت خط کی بنا پر یہ نسخہ مشکول بھی نہیں کیا گیا - ۱۳۱۳ھ میں تین سال کی محنت کے بعد علی آفندی لطفی نے سولہ ورق میں ایک نسخۂ قرآن کی کتابت مکمل کی - یہ نسخہ خدیو عباس پاشا والی مصر کو ہدیۃً پیش کیا گیا تھا اور اب بھی مکتبۃالازہر قاہرہ میں موجود ہے - ۱۲۹۳ھ میں مطبع حیدری بمبئی سے محمد جواد کشمیری کی کتابت سے لیتھو کی طباعت پر ایک مکمل نسخۂ قرآن شائع ہوا - اس کا صفحہ مسدس شکل کا تھا اور مسدس کا ضلع سوا انچ سے زائد نہ تھا - یہ نسخہ بھی غیر مشکول تھا اور لیتھو کی طباعت ہونے کے لحاظ سے خطاط کے کمال فن کا شاہکار تھا - قاچاری دور کے مشہور ایرانی خطاط زین العابدین اشرف الکتاب کا تحریر کردہ ایک مصحف ۱۳۱۵ھ میں (غالباً) جرمنی سے شائع ہوا تھا - اس نسخے میں ایک جز کو دو (بالمقابل) صفحوں پر ختم کیا گیا تھا اور اس طرح مکمل قرآن مجید ساٹھ صفحوں میں تھا - اگرچہ اس کی طباعت میں فوٹو بلاک کا دخل بھی ہے تاہم اصل سے دقیق نویسی کے کمال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور اس حقیقت سے بھی کہ اس نسخے کی کتابت دو سال میں مکمل ہوئی تھی - محمد روح اللہ لاہوری نے قرآن مجید کے دو نسخے ایسے تحریر کیے تھے جن میں سے ہر ایک صرف تیس اوراق پر مشتمل تھا[1] - اس نسخے کا ذکر ابھی اسی مضمون میں ایک اور صنعت کے ضمن میں بھی آئے گا - اس خطاط کے والد محمد حسین لاہوری نے بھی ایک مصحف شریف تیس اوراق میں تحریر کیا تھا - یہ نسخہ آج سے کئی برس پہلے

---

۱ - کردی ، ص ۱۷۵ -

Marfat.com

تک مدینہ میں روضۂ نبوی (علی صاحبہا التحیۃ والسلام) میں موجود تھا[1] - دقیق نویسی کا ایک نمونہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی موجود ہے - یہ ایک صدری ہے جس پر خفی قلم میں مکمل قرآن مجید تحریر کیا ہوا ہے[2] -

دقیق نویسی کی ایک جدید صورت ایک ورق پر مکمل قرآن مجید کی طباعت بھی ہے - اگرچہ اس میں بھی فوٹو آفسٹ کی صنعت کا دخل ہے ، تاہم مطبوعہ نسخے کے دیکھنے سے اصل کی کتابت میں خطاط کی محنت کا اندازہ ضرور کیا جا سکتا ہے - اس قسم کے نسخوں میں سے دو بہترین نسخے مصر سے شائع ہوئے ہیں ، اگرچہ ان کی طباعت جرمنی یا اٹلی میں ہوئی ہے - ان میں سے ایک عبداللطیف نامی خطاط کی محنت کا نتیجہ ہے - یہ ۱۹۶۶ء میں المطبعۃالمصریۃ قاہرہ نے شائع کیا ہے - اس میں ایک ہی بڑے ورق پر ۲۴ کالم میں پورا قرآن شریف موجود ہے - اور اچھی بینائی کا آدمی اسے بآسانی (آئی گلاس کے بغیر) پڑھ سکتا ہے - اس قسم کا دوسرا یک ورقہ نسخۂ قرآن ۱۳۷۰ھ میں عبدالرحمٰن مساعد نے قاہرہ سے شائع کیا - اس میں ہر صفحے کو ۳۰ کالموں میں تقسیم کرکے ہر کالم میں ایک جز کی کتابت مکمل کی گئی ہے - یہ آئی گلاس کے بغیر پڑھا نہیں جا سکتا - اس قسم کی صنعت ہی میں لاکٹ قرآن مجید ذکر کیے جا سکتے ہیں - اگرچہ ان کی تیاری میں خطاط سے زیادہ طابع کی کاریگری کو دخل ہوتا ہے -

دقیق نویسی کی ایک عجیب و غریب صورت ، جس کا تجربہ بعض نامور خطاطوں نے کیا ہے ، انڈے بلکہ گندم یا چاول کے دانے پر کوئی عبارت لکھنا بھی ہے - صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کی تحریر میں پورے قرآن مجید کی کتابت تو محال ہے - تاہم جزوی طور پر قرآن کریم کی بعض سورتوں اور آیتوں کی کتابت ہی کو

---

۱ - کردی ص ٦٢ -   ۲ - الزبیر ، ص ۱۵۳ -

Marfat.com

اس فنی کمال کے اظہار کے لیے منتخب کیا جاتا رہا ہے ۔ اخبار الاول کے مصنف نے ۹۹۶ھ میں ایک عدالت میں گواہوں کی موجودگی میں چاول کا ایک ایسا دانہ دیکھنے کا ذکر کیا ہے جس پر محمد نامی کسی خطاط نے ۹۹۲ھ میں قرآن کریم کی تین سورتیں یعنی العصر ، الکوثر اور الاخلاص ہر سہ مع بسم اللہ نیز کاتب کا نام اور تاریخ ، تحریر کی ہوئی تھیں[1] ۔ اسماعیل بن عبداللہ القاسم المعروف بابن الزمکجلی (متوفی ۷۸۸ھ) دقیق نویسی میں اعجوبۂ روزگار شمار ہوتا تھا ۔ یہ چاول پر آیۃالکرسی لکھ لیتا تھا اور حمائلیں تو اس نے متعدد تحریر کی تھیں[2] ۔ محمد بن مصلح الدین (متوفی ۱۰۸۱ھ) بھی چاول پر سورۃ الاخلاص لکھتا تھا ۔ سید قاسم غباری (متوفی ۱۰۳۴ھ) بھی دقیق القلم تھا اور سورۃ الاخلاص چاول پر لکھ سکتا تھا[3] ۔ مصر کے ایک مشہور وکیل حسن آفندی عبدالجواد (جو ۱۹۳۳ء تک زندہ تھے) نے گندم کے دانے پر قرآن کریم کی تین چھوٹی سورتیں لکھی تھیں اور انڈوں پر بھی اس نے کئی عبارتیں تحریر کی تھیں[4] ۔ کابل کے مشہور خطاط سید داؤد الحسینی نے ایک انچ مربع جگہ میں ساڑھے پانچ سو الفاظ تحریر کیے تھے اور چاول کے دانے پر قرآن کریم کی بعض سورتیں اور آیتیں بھی لکھی تھیں[5] ۔ مکہ مکرمہ کے مشہور خطاط طاہر الکردی کو بھی دقیق نویسی میں کمال حاصل تھا ۔ کردی نے مرغی کے انڈے پر پورا جزء ''عم'' (پ ۳۰) ماسوائے چند آخری سورتوں کے تحریر کیا تھا ۔ ایک دفعہ اس نے گندم کے دانے پر سورۃ الحجر کی پانچ آیات (۴۵—۴۹) لکھیں ، ایک مرتبہ دانۂ گندم پر سورۃ النمل کی دو آیات (۴۸—۴۹) اور ایک دفعہ سورۃ قریش

---

۱ ۔ کردی ، ص ۱۷۸ ۔
۲ ۔ ایضاً ، ص ۱۷۹ ۔
۳ ۔ ایضاً ۔
۴ ۔ ایضاً ، ص ۱۷۹-۱۸۰ ۔
۵ ۔ هنز ، ص ۴۹ ۔

Marfat.com

اور الاخلاص مع بسم اللہ تحریر کی تھیں[1] - ہمارے ملک کے نامور خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی نے بھی ایک بار چاول کے دانے پر سورۃ الفاتحۃ تحریر کی تھی - یہ دانۂ چاول انھوں نے چودھری محمد حسین مرحوم (وصی اقبال) کو پیش کیا تھا - مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی چاول کے دانے پر لکھی ہوئی سورۃ الاخلاص موجود ہے[2] - دقیق نویسی کا ایک شاہکار مصحف سید احمد خاں کابلی مقیم جے پور کے پاس موجود تھا - اس میں پورا قرآن مجید ، بسم اللہ ، درود شریف اور اسمائے ائمہ اہل بیت کے اندر بخط غبار (خفی قلم) سات آٹھ انچ چوڑے اور کئی فٹ لمبے کاغذ پر تحریر کیا گیا تھا - خط باریک تھا ، مگر اچھی بینائی والا آدمی اسے شیشے کی مدد کے بغیر بھی پڑھ سکتا تھا - یہ آٹھویں صدی ہجری کا تحریر کردہ تھا مگر اس میں خطاط کا نام مذکور نہ تھا[3] - دقیق نویسی ہی کی ایک صورت قرآن کریم کی بعض سورتوں کا بیل وغیرہ کی شکل میں لکھنا بھی ہے - آج سے ستر اسی برس پہلے کے مطبوعہ مصاحف کے سر ورقوں پر اس قسم کے فن کی متعدد مثالیں دیکھنے میں آ سکتی ہیں -

(۵) قرآن پاک کے بعض کاتبوں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہر صفحہ کسی ایک آیت پر ختم ہو - یہ کام خاصا محنت طلب ہے - اس کی ایک مثال ترکی کے مشہور کاتب قرآن حافظ عثمان کے ۱۰۹۴ھ کے مکتوبہ ایک نسخۂ قرآن مجید میں ملتی ہے - اسی نسخے سے فوٹو آفسٹ پر جرمنی سے ایک قرآن شریف رنگدار طباعت کے ساتھ شائع ہوا ہے اور بعض حضرات کے پاس اس (مطبوعہ) کے نسخے اب بھی موجود ہیں -

(۶) کتابت مصاحف میں بعض دفعہ ہر بسم اللہ بطرز جدید لکھنے کا التزام بھی کیا گیا ہے - قرآن مجید میں کل ۱۱۳ مرتبہ

---

۱ - کردی ، ص ۱۸۰ -
۲ - الزبیر ، ص ۱۵۳ -
۳ - صحیفہ ، ص ۵۴ -

Marfat.com

بسم اللہ شریف سورتوں کے آغاز میں لکھنی پڑتی ہے ۔ اسی طرح کاتب بسم اللہ کے ۱۱۳ ڈیزائن تیار کرتا تھا ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے اس قسم کا پہلا نسخۂ قرآن ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں مطبع مصطفائی دہلی سے شائع ہوا تھا ، جس کی کتابت دہلی کے مشہور خطاط قرآن منشی ممتاز علی نزہت رقم نے کی تھی ۔ اس میں منشی صاحب نے ہر بسم اللہ بطرز جدید لکھنے کی طرح ڈالی تھی ۔ پھر یہ انداز خاصا مقبول ہوا اور کئی کاتبوں نے اس میدان میں اپنا اپنا کمال دکھایا ۔ مثلاً ۱۳۳۵ھ میں شیخ الٰہی بخش جلال الدین نے لاہور سے عبدالرشید عادلی اور محمد حسین عادلی کی کتابت سے اسی قسم کا ایک نسخہ شائع کیا تھا ۔ ۱۳۴۹ھ میں کریمی پریس لاہور سے محمد عبداللہ وارثی کا لکھا ہوا اسی صنعت والا ایک نسخہ شائع ہوا تھا ۔ مدینہ پریس بجنور سے شیخ الہند کا جو مترجم نسخۂ قرآن شائع ہوا اور جس کی کتابت نزہت رقم کے شاگرد منشی محمد قاسم لدھیانوی نے کی تھی ، اس میں بھی ہر بسم اللہ بطرز نو لکھنے کا التزام کیا گیا تھا ۔ اصح المطابع دہلی سے ۱۹۳۴ء میں شائع ہونے والے ''معجز نما'' قرآن مجید کے کاتب مولوی اشتیاق احمد نے بھی ہر بسم اللہ بطرز جدید لکھی تھی ۔

(۷) مسلمانوں نے جو خط ایجاد کیے ان میں سے بعض محض آرائشی مقاصد کے لیے تھے ، یعنی کوئی ایک آدھ قطعہ ، شعر یا آیت وغیرہ لکھنے کے لیے اس سے کام لیا جاتا تھا ۔ مثلاً خط ثلث ، گلزار ، طغریٰ وغیرہ ۔ یہ خط خاصے دقت طلب ہوتے ہیں اور ان میں کسی مسلسل طویل عبارت کا لکھنا کار محال ہے تاہم بعض خطاطوں نے پورے قرآن مجید کو ایک یا ایک سے زائد آرائشی خطوں میں لکھنے کی کوشش بھی کی ہے ۔ عبدالرحمٰن ابن الصائغ نے ۸۰۱ھ میں ایک نسخۂ قرآن کی کتابت مکمل کی تھی ۔ یہ پورا قرآن خط ثلث میں لکھا ہوا تھا اور اس میں ہر صفحہ نو سطر

Marfat.com

کا تھا - یہ نسخہ اب بھی دارالکتب مصریہ میں محفوظ ہے - اس نسخے کے متعلق دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کی کتابت صرف چھ دن میں مکمل کر لی گئی تھی[۱] - مصر کے سلطان برقوق کو ایک مصحف پیش کیا گیا جو پورے کا پورا خط ثلث میں تھا البتہ سورتوں کے نام وغیرہ خط کوفی میں لکھے گئے تھے - تذہیب اور نقاشی کا بے نظیر کام اس پر مستزاد تھا[۲] - صغیر الدین صاحب ساکن نارنول نے ۱۹۰۹ء میں ایک مصحف بخط طغرا لکھنا شروع کیا تھا - التزام یہ تھا کہ ہر صفحے پر ایک آیت کا طغرا بخط ثلث بناتے تھے اور ہر طغرے کی روش جداگانہ تھی ، نیز ہر صفحے کی آرائشی بیل اور جدول وغیرہ بھی بانداز دیگر تھی - دو پارے مکمل اور کچھ آیات کے ابتدائی خاکے وغیرہ تیار ہوئے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا - ان کے بعد ان کے بیٹے مشیر الدین جمالی نے اس کی تکمیل شروع کی مگر ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں میں ان کا کیا حشر ہوا ، آج تک معلوم نہیں ہو سکا - صغیر صاحب کا انتقال ۱۹۳۰ء میں ہوا تھا[۳] - آرائشی خط میں لکھا جانے والا ایک عجیب و غریب نسخۂ قرآن کریم ، اعجاز محمدی پریس آگرہ سے ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوا تھا - یہ پورا نسخۂ قرآن خط گلزار میں لکھا گیا ہے اور غالباً برسوں کی محنت کا نتیجہ ہے - نسخے کے سرورق پر کاتب کا نام راحت حسین اور نقاش کا نام اولاد علی درج ہے - لاہور میں اس کا غالباً صرف ایک نسخہ بیت القرآن (پبلک لائبریری) میں موجود ہے - آنجہانی پروفیسر آربری (کیمبرج یونیورسٹی) نے گذشتہ برس چیسٹر بیٹی کے مجموعۂ مصاحف کے متعلق The Quran Illuminated کے نام سے جو کتاب شائع کی ہے ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجموعہ چیسٹر بیٹی میں بھی خط گلزار میں تحریر کردہ ایک قلمی مصحف موجود ہے - کتاب میں

---

۱ - کردی ، ص ۱۷۶ -   ۲ - ایضاً ، ص ۱۸۶ -
۳ - صحیفہ ، ص ۵۴ ، نیز ص ۱۲۰ -

Marfat.com

اس مصحف کے ایک صفحے کا نمونہ بھی موجود ہے[1] ۔ مگر چیسٹر بیٹی کا یہ نسخہ آگرہ والے نسخے کے مقابلے میں فنی و جمالیاتی نقطۂ نظر سے فروتر ہے ۔

(۸) کتابت مصاحف میں ایک اور عجیب صنعت یہ بھی استعمال ہوئی ہے کہ ہر سطر کا آغاز حرف الف سے کیا جائے ۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سب سے پہلے یہ صنعت کس خطاط کو سوجھی تھی ۔ میرے مطالعے میں سب سے پہلے اس کا ذکر حافظ محمد حسین لاہوری کے مکتوبہ ایک نسخۂ قرآن کے ضمن میں آیا ہے ۔ ان حافظ صاحب نے تیس اوراق پر مشتمل ایک نسخۂ قرآن تحریر کیا تھا جس کے ہر صفحے کی تمام سطریں ماسوائے سطر اول کے حرف الف سے شروع ہوتی تھیں ۔ یہ نسخہ کم از کم ۱۹۴۰ء تک مدینہ منورہ میں روضۂ نبوی (علی صاحبہا التحیۃ والسلام) میں موجود تھا ۔ حافظ محمد حسین کے بیٹے حافظ محمد روح اللہ لاہوری بھی مشہور خطاط قرآن تھے ۔ انہوں نے بھی اپنے والد کی طرز پر صنعت الف کے ساتھ دو مصحف تحریر کیے تھے ۔ ان میں سے ایک نسخہ دارالکتب مصریہ میں موجود ہے[2] ۔ اس کے بعد اس قسم کا ایک نسخہ مشہور خطاط قرآن منشی محمد دین جنڈیالوی نے لکھا ۔ سر سالار جنگ میوزیم (دکن) میں منشی صاحب کا مخطوطہ ایک نسخۂ قرآن موجود ہے جس میں ہر صفحے کی تمام سطور ماسوائے سطر اول کے حرف الف سے شروع ہوتی ہیں[3] ۔ منشی محمد دین ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخۂ قرآن ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں میور پریس دہلی سے شائع ہوا تھا ۔ اس میں شروع سے آخر تک ہر سطر حرف الف سے

---

۱ ۔ لاہور میں صرف ایک بزرگ کے پاس آربری والا یہ نسخہ موجود ہے اور زیر نظر تقابلی معلومات اسی نسخے کو سرسری دیکھنے سے حاصل ہوئی ہیں ۔ موصوف نے کتاب کے صفحے کا حوالہ دینے کی اجازت نہیں دی ۔

۲ ۔ کردی ، ص ۳۶۲ ۔

۳ ۔ الزبیر ، ص ۱۲۲ ۔

Marfat.com

شروع ہوتی ہے ۔ شاید یہ نسخہ بعد کی تحریر ہو اور سر سالار میوزیم والا نسخہ اس سے قدیم تر ہو ۔ میور پریس والے مصحف کا ایک نسخہ بیت القرآن لاہور میں بھی موجود ہے ۔

(۹) کتابت مصاحف میں سب سے عجیب صنعت جو دیکھنے میں آئی ہے وہ مقابلہ حرفین یا مقابلہ سطرین کی صنعت ہے ۔ یہ حیرت انگیز صنعت جب تک دیکھ نہ لی جائے بظاہر ناقابلِ یقین سی معلوم ہوتی ہے ۔ راقم الحروف کو اس کے دو نسخے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ ۱۳۳۳ھ میں گلشن ابراہیم پریس لکھنؤ سے عبداللطیف بھوپالی نے اپنا ہی تحریر کردہ نسخۂ قرآن شائع کیا ۔ یہ نسخہ اگرچہ طباعت و کاغذ کے لحاظ سے بالکل ناقابل اعتنا ہے ، تاہم اس میں بہت کچھ مفید مواد جمع کیا گیا ہے ۔ ترجمہ ، تشریحی حاشیے ، قراءۃ کے اصول و قواعد کے علاوہ اس نسخے میں بہت سے صنائع و بدائع کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ ان میں سے بعض کا لحاظ تو کاتب صرف چند ایک مقامات پر ہی کر سکا ہے ، مگر پورے نسخے کی قابلِ ذکر فنی خوبی مقابلہ سطرین و حرفین کی صنعت ہے ۔ اس میں ہر صفحہ کی ۲۵ سطریں ہیں اور کتابت میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ سطر نمبر ۱ جس حرف سے شروع ہو سطر نمبر ۲۵ کا آغاز بھی اسی حرف سے ہو ۔ اسی طرح سطر ۲ ، ۲۴-۳ ، ۲۳-۴ ، ۲۲-۵ ، ۲۱-۶ ، ۲۰-۷ ، ۱۹-۸ ، ۱۸-۹ ، ۱۷-۱۰ ، ۱۶-۱۱ ، ۱۵ اور سطر ۱۲ ، ۱۴ کے مطابق ایک ہی حرف سے شروع ہوتی ہے ۔ تیرھویں (درمیانی) سطر میں کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اس صنعت ہی کو کاتب نے مختلف طریقوں سے شمار کر کے کئی صنعتیں گنوا دی ہیں ۔ مثلاً یہ کہ تمام طاق سطور اور جفت سطور کے ابتدائی حروف ایک جیسے ہیں ۔ بہر حال یہ صنعت عجیب و غریب اور قابل دید و داد ہے ، مگر افسوس ہے کہ نسخہ کی طباعت نہایت معمولی کاغذ پر ہوئی ہے ۔

Marfat.com

اس قسم کی صنعت کا حامل ایک نسخۂ قرآن ۱۳۳۷ھ میں منشی حکیم غلام محی الدین زینت رقم نے خود لکھ کر دارالمصاحف لاہور سے شائع کیا تھا۔ اس کا نام ہی ''حمائل اعجازالصنعت'' رکھا گیا تھا۔ اس نسخے میں یہ التزام تھا کہ ہر صفحے کی ۱۱ سطریں تھیں اور سطور ۱ و ۱۱ ایک ہی حرف سے شروع ہوتی تھیں۔ اسی طرح سطور ۲ و ۱۰، ۳ و ۹، ۴ و ۸، ۵ و ۷ ایک ہی حرف سے شروع ہوتی تھیں۔ اور ہر صفحے کی سطر ۶ کا حرفِ آغاز اس کے مقابل والے صفحے کی درمیانی (یعنی چھٹی) سطر کے حرفِ آغاز کے مطابق رکھا گیا تھا۔

مزار شریف (افغانستان) میں ایک قلمی نسخۂ قرآن موجود ہے جس کی کتابت آخری تیموری دور کی معلوم ہوتی ہے۔ خط و تذہیب کے لحاظ سے یہ نسخہ شاہ ایران کے حکم سے حال ہی میں شائع ہونے والے مصحف بخط نیریزی سے مشابہ ہے۔ اس نسخے میں ہر صفحہ ۱۱ سطر کا ہے اور ہر جگہ اس صنعت کا لحاظ رکھا گیا ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر ''حمائل اعجازالصنعت'' کے ضمن میں کیا ہے۔ اس نسخے کے چند صفحوں کے نمونے بھی ''نامۂ آستان قدس'' میں شائع ہوئے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ افغانستان والا یہ نسخہ خطاطی و آرائش کے لحاظ سے لاہور والی مطبوعہ حمائل سے برتر ہے۔ کتاب خانۂ مدرسۂ نواب (مشہد) میں بھی ۲۲ سطر فی صفحہ کا ایک قلمی نسخۂ قرآن موجود ہے۔ اس میں صفحے کے درمیان میں دو لکیریں ڈال کر بالائی و زیریں گیارہ سطور کو الگ الگ کر دیا گیا ہے اور پھر ہر ایک ۱۱ سطری حصہ میں مندرجہ بالا صنعت حرفین و سطرین کا لحاظ رکھ کر کتابت کی گئی ہے[1]۔

(۱۰) آپ چاہیں تو اس کے ساتھ لاہور میں سونے کے تاروں

۱۔ نامہ، ص ص ۱۳ - ۱۷۔

Marfat.com

سے لکھے جانے والے تکمیل یافتہ نسخۂ قرآن کو بھی شامل کر لیں اگرچہ اس میں خطاطی کے نقطۂ نظر سے کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں ہے -

اس طرح ہمیں کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمان فن کار کس طرح اپنے کمالات ، وقت ، محنت اور بعض اوقات دولت کو بھی قرآن مجید کے ظاہری جمال و جاذبیت کے لیے صرف کرتے رہے - یقیناً یہ بھی خدمت قرآن کا ایک قابلِ قدر پہلو ہے -

مفتاح المراجع

(۱) کردی : ''تاریخ الخط العربی و آدابہ'' مصنفہ محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی ، مکتبۃ الہلال (مصر) ، ۱۹۳۹ء -

(۲) صحیفہ : ''صحیفۂ خوشنویسان'' از احترام الدین احمد عثمانی ، انجمن ترقی اردو ہند'' علی گڑھ ، ۱۹۵۷ء -

(۳) ہنر : ''ہنر خط در افغانستان'' از عزیز الدین فوفلزئی ، مطبع دولتی ، کابل ، ۱۳۴۲ھ شمسی افغانی -

(۴) ذکری : ''ذکری میلاد الرسول'' (مجلۃ سنویۃ) ، بغداد ، ۱۹۴۹ء -

(۵) الزبیر : ''سہ ماہی رسالہ الزبیر (کتب خانہ نمبر)'' (۱۱) ، اردو اکیڈیمی ، بہاول پور ، ۱۹۶۷ء -

(۶) نامہ : ''نامۂ آستان قدس'' شمارہ ۴ ، دورہ ہفتم ، مشہد (ایران) ، ربیع الثانی ، جمادی الاولی ، ۱۳۸۸ھ -

---

Marfat.com

مرتضیٰ حسین فاضل

قرآن مجید کی طلاکاری

قرآن مجید بے شمار زاویوں سے دنیا کی سب سے بڑی کتاب ہے - مثلاً وہ محفوظ اور منضبط وحی ہے جو وقت نزول سے اب تک مخطوط و مکتوب ہے - قرآن مجید اپنے اسلوب و زبان و معانی ومطالب، غرض ہر حیثیت سے معجزہ ہے - قرآن مجید از اول تا آخر ہدایت آفرین ہے - یہ مقدس و محترم کتاب عقائد و اعمال اسلام کی بنیاد ہے - اس کا لکھنا، پڑھنا، سننا ، یاد کرنا عبادت و شرف ہے -

مسلمانوں نے اس کے ایک ایک حرف، ایک ایک آیت کے رسم خط کو محفوظ رکھا، انھیں شمار کیا ، اور اس کے ہر پہلو کی شرح و تفسیر لکھی - اسلامی علوم کے بیشتر مباحث بلکہ بہت سے علوم و فنون کا آغاز قرآن کریم ہی کی وجہ سے ہوا - صرف ، نحو ، معانی ، بیان ، رسم مصحف ، قراءۃ ، تجوید ور لغت و تفسیر ، اصول استنباط احکام جیسے بڑے بڑے فن قرآن مجید کا صدقہ ہیں -

قرآن مجید کے لیے کاغذ تیار کیے گئے اور اس فن پر محنت ہوئی - تحریر میں حسن پیدا کیا گیا اور اسے فروغ ہوا ، تذہیب و طلا کاری کا خاص اسلوب وضع ہوا ، جلد سازی اور خاص قسم کے نقش و نگار کے فن نے جنم لیا - ان تمام باتوں کے لیے عرب و ایران ، افریقہ اور چین ، پاکستان و ہندوستان کی تخصیص نہیں کی گئی - جہاں جہاں مسلمان تھے وہاں وہاں فنکار ابھرے - ہر شخص قرآن مجید لکھنے ، پڑھنے ، سمجھنے اور دوسروں تک پہنچانے کی سعی کرتا رہا -

قدیم فہرست نگار ابن ندیم متوفی ۳۸۵ھ نے اپنی کتاب

Marfat.com

"الفہرست" میں قرآن مجید کے خطاطوں اور طلا کاروں کے نام لکھ کر دنیا کو بتایا ہے کہ آج کے حسین و دیدہ زیب نسخوں کو دیکھ کر یہ سمجھنا درست نہیں کہ کتابت و تذہیب و تجلید قرآن مجید کوئی نیا فن ہے۔ بلکہ عہد قدیم میں بھی یہی اہتمام تھا، اس وقت بھی لوگ اس خدمت کے ذریعے نام حاصل کر چکے تھے۔ ابن ندیم لکھتا ہے کہ اس عہد تک جن قرآن نویس نفیس قلم کاتبوں نے شہرت حاصل کی تھی وہ یہ ہیں :-

قُطبہ۔ ضحاک بن عجلان۔ اسحٰق بن حماد۔ یوسف۔ خشنام بصری۔ مہدی کوفی۔ ابو حدی۔ ابن ام شیبان۔ مسحور۔ ابو حمیدہ۔ ابن حمیدہ۔ ابن ابی حسان۔ ابن ثوابہ۔ ابن مقلہ۔ ابن بواب وغیرہ۔

قرآن مجید کی طلا کاری میں نامور اہل فن :

یقطینی۔ ابراھیم الصغیر۔ ابو موسی بن عمار۔ ابن السقطی۔ محمد اوراس کا لڑکا ابو عبداللہ الخزیمی اور اس کا فرزند۔

بنی امیہ، بنی عباس، بنی فاطمہ، اور یٰسین، اور بویہی و سلجوقی، غزنوی اور سامانی حکومتوں کے زمانوں میں یہ فن ترقی کرتا گیا۔ دنیا کے کتب خانوں میں آج تک ایسے قرآن موجود ہیں جو دیدہ وروں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

شروع شروع میں، سورتوں اور آیتوں کو واضح کرنے کے لیے نقش و نگار و طلاکاری شروع ہوئی۔ وراق (کاغذ بنانے والے) اور خطاط اہتمام کرتے تھے۔ کاغذ اتنا مضبوط، چکنا، چمک دار بنایا جاتا تھا کہ اس پر پختہ اور نفیس کیمیاوی محلول رنگ ٹھہر سکیں اور نکھرسکیں۔ خطاط رنگین روشنائیاں تیار کرتے تھے۔ اصل عبارت عموماً سیاہ رنگ سے لکھتے تھے، اعراب اور بعض حروف سرخ قرمزی، نیلے اور بعض دوسرے رنگوں سے۔ آیت کے خاتمے پر پھول یا تین نقطے یا 'ہ' کا نشان یا '۵' کا عدد بنایا جاتا

Marfat.com

تھا ۔ کچھ عرصے بعد اسے خوبصورت دائرہ کی شکل دے دی گئی۔ متن قرآن میں یہ عمل سرخ ، گلابی ، زمردیں اور مروارید دی و زعفرانی رنگوں سے شروع ہو کر طلائی بن گیا ۔ پھر بین السطور سونے کے مرغولے یا خط یا پوری خالی جگہ پر کرنے لگے۔ جہاں سے نئی سورۃ شروع ہوتی تھی، وہاں ایک مستطیل تختی اور اس کا دستہ بنایا گیا ، اسی لیے اسے 'لوح' کہا جاتا ہے ۔ یہ لوح سونے کی لکیروں اور خطوں سے عبارت تھی ۔ پھر اس نے نقش اور گلکاری کی صورت پائی ۔

متن کے چاروں طرف سونے کی جدول بنائی گئی ۔ پھر اس نے نقشی حاشیہ کی شکل اختیار کی ۔ سادہ حاشیے اور پہلو کے کناروں پر ''حزب'' ''سجدہ'' یا دوسری علامتوں کے طور پر پھول ، مربع لوح ، اور ترنج بنایا گیا ۔ ان سب باتوں میں مناسبت اور جوابی پہلو سامنے رہا ۔

قرآن مجید کا پہلا صفحہ ، پھر اس کے مقابل کا صفحہ یکساں مرصع کاری اور جوابی نقش سے آراستہ ہوا ۔ یہی صورت نصف قرآن اور آخری دو صفحوں کی ہو گئی ۔ ابھی تک لوحوں کی صورت عنوان سورۃ کے لیے مخصوص تھی ۔ نویں صدی کے لگ بھگ پہلے اور دوسرے صفحوں کی پیشانی پر محرابی و اقلیدسی شکل سامنے آئی ، نقش و نگار بھی باریک اور رنگ بھی بہت زیادہ ہو گئے ۔ اور اسی دور میں سونے کا کام بھی بہت زیادہ ہوگیا ۔ یعنی ایسے قرآن بھی تیار ہوئے جس میں پورے پورے قرآن سونے کی زمین پر لکھے گئے ۔

خراسان و اصفہان کے طلاکار ، خطاط ، اور نقاش اس سلسلے میں فن کے عروج کو پہنچے ۔ ایسے قرآن موجود ہیں جو پورے کے پورے سونے کے حرفوں سے لکھے ہوئے ہیں اور ایسے قرآن بھی موجود ہیں جن کی زمین سونے کی ہے اور ان پر روشنائی سے

Marfat.com

لکھا گیا ہے -

کاغذ پر رنگوں سے رنگ آمیزی و گلکاری خود محنت طلب ، مہارت و مشق فراواں چاہتا ہے - ہاتھ کی نرمی ، قلم کی باریکی ، خیال کی لطافت ذوق کی نفاست فنی نزاکتوں سے باخبری ، ذہنی سکون، ہمت افزا ماحول ، اور قدرداں افراد کی فراوانی ہی نہیں، جذبہ صادق بھی ضروری ہے -

لیکن سونے یا چاندی کی زمین تیار کرنا ، یعنی کاغذ پر یا کھال پر دونوں طرف سونے کا پانی پھیرنا خود کس قدر نازک کام ہے کہ گرمی سے کاغذ نہ جلے ، دبازت نہ بڑھے ، توازن میں فرق نہ ہو، پیمائش نہ بدلے، حسن اور خوش نمائی کی نوک پلک نہ بگڑے ایک کام، پھر اس سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ روشنائی چلے ، جمے اور چمک دمک ، تازگی خط و پیمائش تحریر کو صدیاں کم نہ کر سکیں -

مینا کاری ، جواہر کی جڑت ، مرصع کام ، زیور و ظروف پر مشکل ہونے کے باوجود آسان ہے - مگر کاغذ پر دھات کا کام ، اور پتھر کی کندہ کاری پوست آہو یا ورق کے دونوں طرف جوئے شیر لانے اور کوہ بے ستوں کاٹنے سے زیادہ سخت و دشوار ہے -

قرآن مجید کے سینکڑوں نسخے آج بھی موجود ہیں اور وہ چیلنج دے رہے ہیں کہ دنیا میں کسی مقدس مانی جانے والی کتاب پر اس قدر محنت ، محبت ، توجہ ، لگن اور عرق ریزی سے کام نہیں ہوا جس قدر قرآن مجید پر کام ہوا - سونے کو پانی کرنا ایک مثل ہے مگر یہاں ایک حقیقت - صفحہ قرطاس کو رو کش جنان رشک فردوس کرنے والے خطاط و طلاکار اس لحاظ سے ہر فن کار سے منفرد ہیں کہ عام فن کار فن سے خلود چاہتا ہے - مگر قرآن مجید پر خون پسینہ ایک کرنے والے اجرو شہرت سے زیادہ عقیدہ و خلوص سے یہ کام کرتے تھے - اسی لیے عمل تذہیب ،

Marfat.com

نقاشی و کتابت قرآن کرنے والے بہت کم اپنے نام لکھتے تھے ۔
نام نہ لکھنے کا یہ اہتمام تھا کہ کاتب و نقاش تو خیر ، ترجمہ و تفسیر لکھنے والے بھی نام لکھنے کو خلاف اخلاص جان کر قلم روک لیتے تھے اسی لیے قرآن مجید کے فنون آرائش و تالیف تراجم و حواشی کے صدہا راز سر بستہ ہیں ۔

خدا رحمت کرے ان مؤمنین پاک نیت پر ۔

عجائب گھر ، لاہور میں کئی ایسے نادر نمونے موجود ہیں ۔
(ادارہ)

Marfat.com

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی

تدوین قرآن کریم

صحف عثمانؓ

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کے چالیسویں سال میں جب نزول وحی کا آغاز ہوا تو آپ ابھی تک مکہ مکرمہ ہی میں سکونت رکھتے تھے اور یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے اور یہی ''وحی'' قرآن کریم تھا جو آپ پر نازل ہوا۔ اور جس رات نزولِ قرآن کا آغاز ہوا وہ ''لیلۃ القدر'' کہلاتی ہے۔ قرآن کریم کا مقصد محض لوگوں کی ہدایت ہے تا کہ وہ نیک و بد میں تمیز کر سکیں۔ اللہ تعالی نے خود فرمایا :

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (الحجر ۱۵)

''کہ ہم نے اپنے بندہ محمد پر ''الذکر'' اتارا ہے اور ہم ہی خود اس کی حفاظت کریں گے۔''

آیات میں ''الذکر'' سے مراد قرآن کریم ہے اور قرآن کریم پہلے انبیاء کے آسمانی صحیفوں یعنی قبل اسلام آسمانی کتابوں کی طرح نہیں جو ایک ہی وقت میں بصورت کتاب نازل ہوگیا۔ بلکہ جوں جوں واقعات اور حالات پیش آتے رہے اور لوگ استفسار کرتے رہے اسی ترتیب سے سورتوں اور آیات کی شکل میں نازل ہوتا رہا جو وقت کے تقاضوں کو پورا کرتی رہیں۔

آغاز ماہ صیام

قرآن کریم کے اعزاز میں ماہ رمضان جس میں اس کے نزول

Marfat.com

کی ابتدا ہوئی ، ماہ صیام قرار دے دیا گیا جس میں لاکھوں بار قرآن کریم تراویح میں اور ویسے پڑھے جاتے ہیں۔ اور ماہ رمضان کے روزے جس کی وجہ سے ہم اسے ماہ صیام کہتے ہیں ، ہر حاضر مرد و عورت پر فرض ہیں جس کے احکام الگ ہیں ۔ اس سے قرآن کی عظمت واضح ہے آنحضرت صلعم پر قرآن کریم جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق لاتے رہے ۔ سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ قرآن کریم آپ پر اول مکہ معظمہ میں قریش کی زبان عربی میں نازل ہوا تا کہ وہ عمدگی سے اس کو سمجھ سکیں اور اس پر عمل پیرا ہوں ۔

قرآن پر عمل کی تاکید

———— حضور صلعم کا آخری خطبہ !

قرآن کریم کا آپ پر مکہ معظمہ میں نزول شروع ہو کر مدینہ میں ہجرت کے بعد بھی تا حیات (آخر دم تک) نازل ہوتا رہا اور آخر روز وفات کی صبح کی نماز ختم کر کے سلام کے بعد آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے خطاب فرمایا :

"ایہا الناس سُعِّرت النار وأقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم وانی واللہ ما تمکون علی شیء انی لم احل الا ما احل القرآن ولم احرم الا ما حرم القرآن ۔"

"اے لوگو! آگ بھڑکا دی گئی ہے اور فتنوں نے اندھیری رات کی طرح رخ کر لیا ہے ۔ اللہ کی قسم تم میرے ذمہ کوئی شے لگا نہیں سکتے ، میں اسی کو حلال سمجھتا ہوں جسے قرآن نے حلال کیا ہے اور جسے قرآن نے حرام کیا ہے میں اسے حرام سمجھتا ہوں ۔"

حتی کہ آپ کی آواز مبارک مسجد نبوی کے باہر بھی سنی جاتی تھی ۔

Marfat.com

جب آپ یہ الفاظ فرما چکے تو حضرت ابوبکر نے فرمایا ۔ یا نبی اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل و کرم جس طرح ہم چاہتے تھے ، آپ پر ہیں ۔

یعنی جس طرح آپ نے آخری خطبہ میں بھی اپنی وفات سے کچھ وقفہ قبل عام مسلمانوں کو تلقین بطورِ وصیت فرمائی وہ قرآن کے احکام پر شدید عمل تھا ۔

قرآن کریم کے معنی یعنی عبادت کی کمال ترین اہمیت واضح ہے ۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ نہ آپ کی حیات میں اور نہ آپ کی وفات کے وقت قرآنِ کریم کے متن کا کوئی مکمل نسخہ بصورت کتاب موجود تھا یا اس وقت تک ایسا کرنے کی کوئی بھی تحریک ہی ہوئی تھی ۔

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جب بھی قرآن بصورت وحی نازل ہوتا تو اسے آپ صحابہؓ سے بیان فرماتے اور آپ کے صحابہؓ ان آیات کو اپنے ذہن میں خوب محفوظ رکھتے تھے اور وقت نزول پر اسی کا اکثر اظہار بھی ہوتا تھا یعنی اسی طرح تمام قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ ہر صحابی کے سینے میں محفوظ تھا بلکہ اکثر صحابہ نئی وحی کی آمد پر نئے احکام اور آیات کے متلاشی بھی رہتے تھے۔ اور وحی کو محفوظ بھی کیا جاتا تھا ۔ کیونکہ تاریخِ عرب سے واضح ہے کہ اسی طرح کئی قدیم دستاویزات عربوں میں بطورِ یادداشت محفوظ بھی تھیں ۔ اس وجہ سے بھی قرآن کے محفوظ ہونے کا یقین تھا اور کئی عرب اسی وقت اپنے حافظہ اور قرآن کے اکثر حصے حفظ کرنے کی وجہ سے مشہور بھی تھے ۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک قرآن کا متن بصورت کتاب کبھی موجود نہ تھا ۔

عربی میں علم الکتابت

احمد بن بلاذری متوفی ۲۷۹ھ نے اپنی کتاب ''فتوح البلدان'' میں عربی خط کی ابتدائی تاریخ پر بحث کی ہے جس سے واضح ہے

Marfat.com

کہ کس طرح عربی خط کی ابتدا مقامِ انبار نزد کوفہ 'حائرہ' کے باشندوں سے ہوئی اور ابتدا میں قبل ہجرت مدینہ ، مکہ میں محض سترہ اشخاص لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ان میں اضافہ بھی ہوا ۔ ویسے وہ شخص جس نے سب سے اول آنحضرت صلعم کے لیے وحی کو مدینہ میں آنے کے بعد لکھا وہ آبی بسی کعب الانصاری تھے اور ہر مکتوب کے آخر میں اپنا نام بھی لکھ دیتے تھے ۔ اگر وہ حاضر نہ ہوتے تو پھر آنحضرت صلعم زید بن ثابت انصاری سے لکھایا کرتے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ زید بن ثابت عربی کے علاوہ عبرانی زبان میں بھی لکھا کرتے تھے کیونکہ آپ نے آنحضرت صلعم کے فرمانے پر اہل یہود کی کتابت کو بھی سیکھ لیا تھا اور آپ کے فرمانے پر ان کو لکھتے تھے ۔ آنحضرت کے زمانہ میں یہ مختصر سی کیفیت و کتابت قراۃ قرآن کی تھی ۔

ضرورت تدوین قرآن

غرض کہ آنحضرت صلعم کی وفات تک ہم قرآن کے متن کو صحیح مدون صورت میں پیش نہیں کر سکتے اور نہ کوئی معقول جواب دیا جا سکتا ہے ۔ اگرچہ فرداً فرداً اجزاء متذکرہ بالا کے مطابق ضرور موجود تھے ۔ حتی کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت کے بالکل ابتدا میں ایک بہت بڑا حادثہ جنگ یمامہ کی مشکل میں رُونما ہوا جس میں مسلمانوں کو مسیلمہ کذاب سے لڑنا پڑا ۔ اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں مسیلمہ علاقہ یمامہ کے قبیلہ بنو حنفیہ کا سردار تھا ۔ اس نے نبوت کا اعلان کیا اور آپ سے خواہش کی کہ آپ مجھے شریکِ نبوت کر لیں اور اپنے قبیلہ کو جھوٹ طور پر اس کا یقین بھی دلایا جس کی وجہ سے اس کو کذاب کہتے ہیں ۔ ان وجوہ کی بناء پر حضرت ابوبکر کے عہد میں مسیلمہ کذاب اور حضرت خالدؓ بن ولید کے درمیان

Marfat.com

خون ریز جنگ ہوئی ، جو جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے ۔ اس میں بے شمار حفاظ قرآن شہید ہوگئے تھے ۔ حضرت عمرؓ کو اس کا بہت تردد ہوا کیونکہ ڈر تھا کہ اسی طرح آئندہ حفاظ قرآن ختم نہ ہو جائیں اور تمام وحی جو ان کے سینوں میں محفوظ ہے کہیں ضائع نہ ہو جائے ۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو اس کا احساس دلایا کہ تمام منفرد اجزاء وحی کو یک جا جمع کیا جائے ۔ ترتیب و تدوین اور جمع متن قرآن حکیم کا کام حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کی موجودگی میں حضرت زید بن ثابت کے سپرد کیا کیونکہ وہی آنحضرت صلعم کے وثیقہ نویس تھے اور ان کے خلاف کسی کو بھی کوئی اعتراض تک نہ تھا ۔

اول نسخہ بعہد ابوبکرؓ

حضرت زید بن ثابت اول اس اہم کام کی نزاکت کو دیکھ کر کچھ متردد ہوئے کیونکہ یہ کام آنحضرت کے زمانہ میں نہیں ہوا تھا ۔ آخر وہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خواہشات کو مدِ نظر رکھ کر تیار ہو گئے ۔ آپ نے سورتوں ، اجزاء ، آیات اور الفاظ کو تمام صحابہؓ سے جمع کیا اور ان کی ترتیب اور تدوین اس طرح کی جس طرح آج ہم دیکھتے ہیں ۔ جب آپ اپنے طور پر یہ کام کر کے ایک مکمل نسخہ تیار کر چکے اور اسے انہوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ زوجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بنت حضرت عمرؓ کے سپرد کیا تو یہ نسخہ حضرت ابو بکرؓ کے عہد سے لے کر حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک امِ حفصہؓ کے ہاں محفوظ رہا ۔

تیاری مصحف عثمانی

حضرت عثمان یعنی تیسرے خلیفہ راشد ۲۳ھ میں خلیفہ ہوئے اور نسخہ قرآن اسی طرح محفوظ تھا ۔ مگر اسی اثناء میں حالات

Marfat.com

تبدیل ہو چکے تھے اور تقاضا ہوا کہ اسی طرح چند اور قرآن کے نسخے دوسرے مقامات پر ارسال کیے جائیں جن کا متن عمدگی سے مقابلہ کر کے تیار کیا جائے اور غیر محقق نسخوں کا قلع قمع کیا جا سکے اگر کوئی ایسے نسخے بعض لوگوں کے پاس موجود ہوں۔ اور پھر یہ بھی ضرورت پیش آئی کہ قریش کی زبان و لہجہ کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ اور اس وقت تک بعض لوگوں نے اپنے نسخے بھی تیار کر لیے تھے اسی لیے اسی ایک خاص نسخہ کی تدوین و ترتیب کی ضرورت از سر نو پیش آئی۔

بلکہ ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک اسلامی جرنیل حذیفہ بن الیمان حضرت عثمانؓ بن عفان کے پاس آیا جس نے آرمینہ اور آذربائجان کی جنگ کے دوران شامی اور عراق لوگوں کی زبان سے مختلف قراءۃ قرآنی متن کی سنی تھی۔ اس واقعہ نے قدرتی طور پر اسے پریشان کر دیا تھا۔ اس نے ان امور کو حضرت عثمانؓ کے گوش گزار کیا اور قرآن کے از سر نو مدون کرنے کی ضرورت محسوس کرائی اور خاص طور پر کہا اس طرح مختلف قراءۃ وغیرہ یہود اور نصاریٰ کی کتب میں موجود ہیں اور پھر ان نئے فتح شدہ ملکوں میں عربی ملکی زبان نہ تھی اور یہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے یعنی محض قراءۃ میں اختلافات تھے۔

امام المصاحف

چنانچہ حضرت عثمانؓ نے ام المؤمنین حفصہؓ سے وہ نسخہ منگوا لیا اور اسی طرح پھر از سر نو حضرت زید بن ثابت و عبداللہ بن زبیر و سعید بن العاص و عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کے سپرد کیا کہ ایک نسخہ ان امور کو مدنظر رکھ کر تیار کریں اور ان کے ہمراہ تین قریش کے فضلاء کو بھی شامل کر دیا اور ان کو ہدایت کر دی اگر تم میں اور زید بن ثابت کے درمیان کسی قسم کا اختلاف ہو تو اسے قریش کے لب و لہجہ میں لکھا جائے۔ اس

Marfat.com

وقت مدینہ میں عبداللہ بن مسعود موجود نہ تھے اس لیے وہ شامل نہیں ہو سکے ۔ آخر ان متذکرہ حضرات کی کوششوں سے ۳۰ھ میں مکہ معظمہ کے قریش کی زبان و لہجہ میں نسخہ تیار ہو گیا ۔ چوں کہ کہ قریش کی زبان و لہجہ میں نازل ہوا ہے اس لیے اس نسخہ کو امام المصاحف کا لقب دیا گیا ۔

امام المصاحف کی نقول

چنانچہ اس وقت سات (یا بعض روایات کے مطابق آٹھ یا نو) مصحف (نسخے) تیار کیے گئے جن میں اصل نسخہ بھی شامل تھا یعنی امام المصاحف ۔ پھر ام المؤمنین حفصہ رض کے پاس ہی یہ نسخہ برائے حفاظت لوٹا دیا گیا ۔ اور اس کے بعد دوسرے تمام غیر ضروری نسخوں یا اجزاء وغیرہ کو ضائع کر دیا گیا اور یہ اصل نسخہ دراصل مدینہ ہی میں رہا اور دوسرے چھ مصاحف کو مکہ مکرمہ ۔ بصرہ ۔ کوفہ ۔ یمن ۔ شام اور بحرین ارسال کر دیا گیا ۔ بلکہ اصل مصحف پر حضرت زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص کے نام ثبت تھے اور بعض دیگر صحابہ رض کے اسماء بھی شامل تھے ۔

مصحف مدینہ

جب حضرت علی رض کا زمانہ آیا تو یہ مصحف عثمان رض ان کے پاس رہا اور اس کے بعد حضرت امام حسین رض کے پاس رہا ۔ اس کا ثبوت یہ بھی ملتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں عمرہ بنت عرویہ نے محفوظ رکھا تھا اگرچہ ایک ضعیف روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ اسی روز تباہ ہو گیا تھا جس روز حضرت عثمان رض شہید ہوئے تھے ۔ مگر اس کی تصدیق کوئی نہیں کرتا ۔ البتہ اسے اکثر سیاحوں اور علماء نے دیکھا ہے جنھوں نے مسجد نبوی کی زیارت کی ہے ۔ خاص کر ہسپانوی سیاح ابن جبیر نے اسے دیکھا جس نے مسجد نبوی کی زیارت ماہ محرم ۵۸۰ھ میں کی تھی وہ مسجد کی تفصیل میں لکھتا ہے کہ :

Marfat.com

"مسجد میں محراب ہے اور امام متذکرہ چھوٹے روضہ میں نماز جانب صندوق ادا کرتا ہے اور اس کے اور روضہ کے درمیان قبر المقدس کا محل کبیر روغن کیا ہوا ہے جس پر مصحف کبیر ایک صندوق میں مقفل رکھا ہے جو ان چار مصاحف ہی میں سے ہے جن کو حضرت عثمانؓ بن عفان نے دوسرے مقامات کی طرف ارسال کیا تھا۔"

اس مصحف کو بعد میں سپین و مراکش وغیرہ ملکوں میں پایا گیا مگر آخرکار یہیں مدینہ ہی میں اسے لوٹا دیا گیا۔ علامہ طاہر کردی نے اس ضمن میں خاص توجہ دی۔ ان کی تحقیقات کے مطابق یہ مصحف ۱۳۳۴ھ تک استنبول پہنچا دیا گیا۔ اور آج یہ مصحف استنبول کے عجائب گھر ٹوپ کپو سرائے میں محفوظ ہے جسے راقم نے بھی کئی بار دیکھا ہے۔ غالباً یہ اول جنگ عظیم کے فوراً بعد ہوا۔ جب ترکوں نے مقامات مقدسہ سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا تو اس قرآن کو بطور حفاظت وقت کے تقاضے کے اعتبار سے اپنے ہمراہ لے گئے اور آج تک وہیں محفوظ ہے۔

مصحف مکہ

مکہ معظمہ کو جو مصحف ارسال کیا گیا تھا وہ وہاں محفوظ رہا۔ اسے اکثر سیاحوں اور علماء نے مشاہدہ کر کے اس سے استفادہ کیا۔ خاص کر متذکرہ بالا ہسپانوی سیاح ابن جبیر نے اسے مدینہ جانے سے قبل ماہ جمادی الاولیٰ ۵۷۹ھ میں دیکھا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ:

"قبہ عباسیہ میں جو خزانہ ہے وہ ایک تابوت پر مشتمل ہے جس میں خلفاء اربعہ اصحاب رسول اللہ کا ایک قرآن (مصحف) ہے جسے حضرت زید بن ثابت نے لکھا ہے جو آنحضرت ﷺ کی وفات سے اٹھارہ سال بعد لکھا گیا ہے۔ افسوس اس سے کئی اوراق گم ہیں اور یہ عود کی لکڑی کے تختوں میں محفوظ ہے۔ اس کے اوراق خستہ ہو رہے ہیں۔ میں نے اسے

Marfat.com

بوسہ دے کر تبرک حاصل کیا - جب کبھی مکہ مکرمہ میں بارش وغیرہ نہ ہوتی لوگ اس مصحف کو باہر مقام ابراہیم اور خانہ کعبہ کے درمیان رکھ دیتے-"

صمہودی مشہور مؤلف وفاء الوفا باخبار دارالمصطفی (۹۱۱ھ) نے بھی اسے دیکھا ہے مگر اس کے بعد کے حالات اس مصحف سے متعلق میسر نہیں -

مصحف شام

مصحف شام قدرتی طور پر جامع اموی شام میں محفوظ رہا - مشہور مصنف طغری بردی نے بیان کیا ہے کہ اس نے اسے بروز جمعہ ۵۰۷ھ میں دیکھا - مگر بعض ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع اموی میں دو مصحف تھے تاہم متذکرہ بالا سیاح ابن جبیر نے یہاں اس مصحف کو ۶۱۱ھ میں دیکھا تھا اور اس کے بعد ابن فضل اللہ العمری نے اسے (۷۴۹ھ) میں دیکھا اور بیان کیا کہ یہ واقعی وہ مصحف شریف ہے جسے حضرت عثمان غنی رض نے یہاں ارسال کیا تھا - اتفاق سے علامہ شبلی نعمانی نے بھی اسے دوران سیاحت دیکھا جب آپ یہاں سے قسطنطنیہ جا رہے تھے - اور اسے ۱۳۲۹ھ ماہ صفر میں رسالہ" تہذیب الاخلاق علی گڑھ میں بیان کیا ہے مگر یہ بعد میں سلطان عبدالحمید عثمانی کے عہد میں ضائع ہوگیا تھا جب مسجد اموی کو آگ لگی تھی -

مصحف بصرہ

مصحف بصرہ کے متعلق عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ہنوز خدیویہ کتب خانہ (موجودہ کتب خانہ مصریہ) میں موجود ہے - اکثر فضلاء علماء نے اسے دیکھا ہے مگر اس سے قبل اس کے متعلق ہمارے پاس شہادت ابن بطوطہ کی ہے جس نے اسے بصرہ میں جامع علی رض میں دیکھا تھا اور اسی کے الفاظ سے واضح ہے

Marfat.com

کہ اس نے خاص کر اس مصحف میں وہ حصہ بھی دیکھا (آیت کریمہ ج ۵ ص ۱۹۷ الخ) جہاں حضرت عثمانؓ کے خون کے قطرے بوقت شہادت گرے تھے مگر اس کے بعد مقریزی نے بھی اپنی تالیف ''الخطط'' میں (ج ۴ ص ۱۳ - ۱۹ و ج ۵ ص ۱۹۷) میں بیان کیا ہے۔

مصحف کوفہ

مصحف کوفہ کے متعلق خاص طور پر مشہور ہے کہ اسے بھی استنبول لے جایا گیا اور وہاں محفوظ ہے۔ اس کی تصدیق اکثر فضلاء بھی کرتے ہیں۔

مصحف بحرین کے متعلق بھی روایت ملتی ہے کہ اسے استنبول پہنچا دیا گیا جیسا کہ اکثر علماء نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ایک مصحف مغل بادشاہوں کے کتب خانوں میں دہلی میں بھی تھا جسے انگریز لندن لے گئے تھے اور اسے انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ کر دیا گیا۔

ایک تجویز

کئی اہل علم نے روس کے مصحف کا ذکر کیا ہے کیونکہ انہوں نے اسے دیکھا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا میرے محترم دوست ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے پیرس سے لکھا تھا کہ روس سے مصحف عثمانی کا ایک ورق طبع ہوا ہے اور ساتھ ہی لکھا تھا کہ ڈرہم یونیورسٹی سے بھی اس مصحف کی موجودگی کی اطلاع ملی ہے۔ اس پر قاضی اطہر مبارک پوری نے ڈاکٹر حمید اللہ کے حوالہ سے لکھا تھا کہ ۱۹۰۵ء میں سورہ یٰس کے عکس کو ایک روسی فاضل عبداللہ الیاس یورغانی قریمی نے اس مصحف کو سینٹ پیٹرز برگ کی امپریل لائبریری میں دیکھا تھا۔ اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ایک مصحف شریف امیر تیمور کے کتب خانہ سمرقند میں تھا

Marfat.com

جس کا انعقاد ۱۳۹۳ء میں ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ مصحف خواجہ احرار کے مزار پر منتقل کر دیا گیا تھا جہاں یہ مصحف صدیوں مزار کے مرمری ستون کی زنجیروں سے بندھا ہوا چھت سے لٹکا رہا۔ ۱۸۶۸ء میں جب بخارا سلطنت روس میں شامل ہوگیا تو ایک فوجی نے اسے ایک صد روسی روبل ادا کر کے خرید لیا۔ اس طرح یہ مصحف امپیریل لائبریری سنٹ برگ میں منتقل ہوگیا جو آج تاشقند میں محفوظ ہے۔ اس کا ایک فوٹو سٹیٹ (عکس) ہمارے سابق صدر پاکستان محمد ایوب خان کو وہاں تاشقند میں نذر کیا گیا تھا۔ یہ اس وقت پاکستان میں نیشنل عجائب گھر کراچی میں موجود ہے۔

روس میں مصحف

میں نے خود اپنے دوران مطالعہ اور سیاحت سفر میں اکثر اہم حصص اور مکمل مصحف دیکھے ہیں جو آج بھی شہر طہران، بغداد، مصر کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ان کو عام طور پر حضرت عثمان کا مصحف کہا جاتا ہے اور انسان ان کی طرز کتابت کو دیکھ کر باور بھی کر لیتا ہے بلکہ میں نے جو قدیم مصحف دیکھے ان کے پیچھے کاتب کا نام حضرت علی اور امام حسن و امام حسین بھی ملتے ہیں اور وہ اسی طرح اہم نظر آتے ہیں۔ جس طرح اول مصحف۔ وہ اسی طرح پارچمنٹ (چمڑے) پر ہیں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ ان تمام اہم اجزاء کا پوری طرح جائزہ لینا چاہیے اور ان کے متعلق محقق بیان کو یکجا کر کے طبع کر دینا چاہیے تاکہ تحقیق کرنے والے اس سے کما حقہ مستفید ہو سکیں۔

نتیجہ

میں نے اپنی تمام تحقیقات کو محض حضرت عثمان غنی رض کے مصحف تک محدود رکھا ہے اور میں نے جس طرح اوپر ذکر کیا ہے، بے شمار نسخے قرآن کے دیکھے ہیں جو بذات خود الگ الگ

Marfat.com

موضوعات ہیں یعنی ان کے طرز کتابت ، ان کا زمانہ ، ان کے کاتب بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہر شخص نے آنحضرت ﷺ سے لے کر ادنٰی انسان تک اپنے اس بیش بہا خزانہ اور جواہر کے عشق اور ایمان میں وہ وہ خدمات انجام دی ہیں کہ ہماری تمام تاریخ اور ثقافت کا وہ اہم باب ہیں کہ کوئی اور مذہب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا ۔ اور یہ سب قرآن کی خدمت ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج دنیا میں باوجود چودہ صدیاں گذر جانے کے اللہ کے فضل و کرم سے قرآن کے متن میں ایک زبر و زیر و پیش تک کا کوئی فرق نہیں آیا اور یہی قرآن پاک کا سب سے بڑا معجزہ ہے جو کسی اور مذہب و ملت کو نصیب نہیں ہے اور ہمارے ہاں وہ آج موجود ہے ۔ لاکھوں کی تعداد میں ہر سال ہر ملک میں طبع ہوتا ہے ۔ اس ضمن میں مشہور مؤرخ اور سوانح نگار ولیم میور نے اپنی کتاب ''سیرت محمد'' کے دیباچہ میں (١٨٩٩ء) میں لکھا ہے ۔

''اس قدر بے شک احتیاط سے قرآنی متن کو محفوظ رکھا گیا ہے کہ آج تک کسی قسم کا کوئی فرق واقع تک نہیں ہوا ۔ خواہ ہم جس قدر بھی قرآن کے نسخے وہ مطبوعہ ہوں یا ہاتھ کے لکھے ہوئے دیکھیں یکساں ہیں یہ سب اسلام کی وسیع دنیا میں یکساں ملیں گے اگرچہ ایک چوتھائی صدی شہادت حضرت عثمان سے پہلے ایسا نہیں ہوا تھا اور قرآن کریم اسی طرح تازہ ہمارے درمیان موجود ہے اور ہر عہد میں یہی رہا اور دنیا میں کوئی اور مذہب اس طرح اپنی کتاب کو پیش نہیں کر سکتا جو قرآن کریم کو اس قدر صدیاں گزرنے کے باوجود حاصل ہے ۔''

اللہ تعالٰی کا یہ فرمان ہے :

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (الحجر ۔ ١٥)

ترجمہ : البتہ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے ۔

Marfat.com

ڈاکٹر عابد احمد علی

مصحف عثمانی

مقالہ ''مصحف عثمانی کے تاریخی نسخے'' از جناب ابو محفوظ الکریم معصومی پیش نظر ہے۔ اس سلسلے میں چند امور درج ذیل ہیں:

(۱) بعض صحابہؓ نے زمانۂ رسالت ہی میں اپنے لیے مصاحف یا تو خود لکھ لیے تھے یا لکھوا لیے تھے۔ مثلاً حضرت عبداللہؓ ابن مسعود، حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت وغیرہ۔ عورتوں میں حضرت عائشہؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے لکھوایا؛ حضرت حفصہؓ نے عمر بن رافع سے لکھوایا؛ اسی طرح حضرت ام سلمہؓ اور ام ورقہؓ بنت نوفل نے۔

(۲) کاتبان وحی میں کم و بیش چالیس صحابہ کے نام ملتے ہیں۔ جنھوں نے مختلف وقتوں میں کتابت وحی کی خدمت انجام دی۔

(۳) مصحف خاص جو بوقت شہادت حضرت عثمانؓ تلاوت فرما رہے تھے غالباً یہ ان کا اپنا مصحف تھا، یا اپنے لیے خاص طور پر لکھوایا تھا۔ اس نے بے شمار حوادث زمانہ دیکھے، سب سے آخری پرانی شہادت اس کے متعلق ابن بطوطہ کی ہے جس نے اس کو بصرہ میں دیکھا تھا۔ غالباً امیر تیمور یا اس کے کسی امیر نے غالباً (ابوبکر) قفال الشاشی نے خواجہ عبداللہ احرار کی مسجد میں سمرقند میں رکھ دیا جہاں سے اس کو بوقت استیلاء روس (۱۸۸۹ء) سینٹ پٹرس برگ (St. Petersburg) میں شاہی کتب خانے میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ یہ مصحف وہاں ۱۹۱۸ء تک رہا، بعد ازاں اس کو بڑے تزک و احتشام سے تاشقند منتقل کر دیا گیا جہاں وہ اس وقت بھی محفوظ بتایا جاتا ہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس کا ذکر اپنے روس کے سفر نامے میں

Marfat.com

کیا ہے ۔ ان کے بیان کے مطابق آیت ''فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم'' پر خون مبارک کے قطروں کے نشان ہیں ۔ اس کا عکس اور بہت مختصر سا ذکر لندن کے رسالہ (Islamic Review) بابت جنوری ۱۹۵۵ء میں بھی شائع ہوا تھا ۔

(۴) مصحف مدینہ :۔ حضرت عثمانؓ نے جو آٹھ نو نسخے مختلف امصار مملکت میں بھیجنے کے لیے تیار کرائے تھے یہ ان میں سے تھا ۔ غالباً اس کو انھوں نے مسجد نبوی میں رکھوا دیا تھا اور یہ ان کے اپنے مصحف خاص کے علاوہ تھا ۔ یہ صحیح ہے کہ ترک اس کو پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استنبول لے گئے ۔ اس وقت مدینہ منورہ کے ترکی جنرل فخری پاشا تھے ۔ وہ آخر وقت تک شہر کی مدافعت کرتے رہے ۔ چنانچہ وہ (Defence of Medina) کے لقب سے مشہور ہوئے ۔ جب انھوں نے دیکھا کہ مزید مدافعت بیکار ہوگی تو وہ بہ نظر حفاظت اس مصحف کو اپنی جان سے لگائے ہوئے استنبول لے گئے ۔ جب استنبول بھی اتحادیوں کے نرغے میں آ گیا تو طلعت پاشا اس کو برلن لے گئے ۔ کہا جاتا ہے کہ طلعت پاشا یا دوسرے ترک افسروں نے اس نسخے کو قیصر ولیم ثانی کو بطور تحفہ پیش کر دیا ۔ مصری ہفتہ وار ''الدنیا و کل شیء'' کی اطلاع صحیح ہے (ص ۲۸) ۔ تعجب ہے کہ استاد طاہرالکردی نے اس خبر کو غیر مصدقہ کیسے قرار دیا ہے حالانکہ عہد نامے کی ایک دفعہ میں صاف اور واضح الفاظ میں اس مصحف کا ذکر ہے :

> "Within six months from the coming into force of the present Treaty, Germany will restore to His Majesty King of the Hedjaz the orginal KORAN of Caliph Osman, wich was removed from Medina by the Turkish authorities and is said to have been presented to Ex-Emperor William II (Pt. III, Section II, arcticle 246 of Treaty of Versalltes.)"

یہ امر قابل ستائش ہے کہ دول متحدہ نے جہاں بین الاقوامی

Marfat.com

اہم ترین مسائل کے متعلق فیصلے کرائے تھے اس وقت انھوں نے اس مصحف مبارک کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا اور ایک علیحدہ دفعہ اس صلح نامے میں درج کرنی ضروری سمجھی - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح ترکوں ہی نے اس مصحف کو پھر حاصل کر لیا اور اب یہ استنبول میں محفوظ ہے - ڈاکٹر محمد عبداللہ نے ایک مضمون میں جو انھوں نے ۱۹۴۲ء میں لکھا تھا ، ضمناً ذکر کیا ہے کہ ''حضرت عثمان کی طرف منسوب مدینۂ منورہ کے قرآن کے ایک صفحہ کا فوٹو ترکی حکومت نے شائع کیا ہے - (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی : مضمون اصل مکتوب نبوی بنام نجاشی)'' - ایک خط میں جو انھوں نے میرے استفسار کے جواب میں لکھا تھا ، یہ بھی اطلاع دی ہے کہ اب ترک اس کو غالباً بہ نظر حفاظت عوام کو نہیں دکھاتے ہیں - ابھی حال میں روزنامہ ''نوائے وقت'' میں ایک خبر شائع ہوئی تھی - اس سے بھی اس مصحف شریف کے استنبول میں وجود کی نشاندہی ہوئی تھی -

ڈرہم یونیورسٹی لائبریری (انگلستان) میں اصل مخطوطہ نہیں بلکہ روسی مصحف کا عکس ہے - زار روس نے کل پچاس نسخے تیار کرائے تھے جن میں سے ایک نسخہ ڈرہم میں ہے اور دوسرا کابل میں - باقی نسخوں کا پتا نہیں اور یہ کوئی اہم بات نہیں کیونکہ وہ سب عکوس تھے -

ممکن ہے مصاحف عثمانی دنیا میں کہیں اور بھی ہوں لیکن مذکورہ بالا دو مصاحف کے متعلق تو تحقیقی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کم از کم یہ دو اصلی مصحف عثمانی ہیں اور مسلمانان عالم کے لیے اہم ترین اور مایۂ ناز سرمایہ ہیں -

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

[بہ شکریۂ مجلۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
جلد ۶ نمبر ۲۶۱ - جون دسمبر ۱۹۶۵ء]

Marfat.com

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر

تفہیم قرآن کی شرائط

قرآن مجید زندہ خدا کی زندہ کتاب ہے - یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے ، جو نور و ہدایت ، رحمت و شفا اور نصیحت و موعظت ہے ، کیونکہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور ان کے ساتھ وحی الٰہی کا سلسلہ جو حضرت آدمؑ سے شروع ہوا تھا ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا - اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ''خاتم النبین'' کہا ہے - قرآن مجید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بتدریج بذریعہ وحی نازل ہوا - چونکہ یہ آخری کتاب اللہ ہے اور تمام جہانوں کے لیے ہے ، یعنی یہ انسان کی ہر زمان و مکان میں قیامت تک ہر گوشۂ حیات میں کامرانیِ حیات کی راہ و منزل کی طرف رہنمائی کرتی رہے گی ، اس لیے اسے نور و ہدایت اور مفصل و مکمل اور جامع و مانع بنایا گیا ہے - اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن مجید کا یہ دعویٰ درست ہے اور یقیناً درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تفہیم قرآن سے متعلق مفسرین و مترجمین اور علماء و مستشرقین میں اختلاف پایا جاتا ہے ؟ علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل شعر میں اسی کا جواب دینے کی کوشش کی ہے :

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا دیتے ہیں پاژند

(بال جبریل ، ص)

جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ، اور اسی واقعیت کو وہ اپنے من جانبِ اللہ ہونے کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا ہے - اب

Marfat.com

رہا وہ اختلاف جو تفاسیر و تراجم اور دیگر قرآنی لٹریچر میں پایا جاتا ہے تو وہ ان علماء کا پیدا کردہ ہے جو قرآن مجید کے الفاظ و آیات کا حقیقی مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے - میرے نزدیک اس کی وجہ حقیقی یہ ہے کہ وہ ان شرائط کو پورا نہ کر سکے جو تفہیم قرآن کے لیے ناگزیر ہیں - قرآن مجید کی رو سے یہ شرائط چار ہیں اور وہ یہ ہیں :

(۱) تقویٰ (۲) تدبر و تفکر (۳) علم و حکمت اور (۴) طہارت - اپنے وسیع ترین مفہوم میں اب ان شرائط کی قرآن مجید کی روشنی میں صراحت کی جاتی ہے :

(۱) تقویٰ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ علم و حکمت ہو یا صنعت و فن، انھیں وہی شخص سیکھ سکتا اور ان میں کمال حاصل کر سکتا ہے جس کے دل میں ان کے سیکھنے کی سچی طلب و جستجو ہوتی ہے - اسی طرح اس عالم انفس و آفاق میں جہاں اقوام عالم اور افراد نسل انسانی نے ان گنت منزلیں اور راہیں بنا رکھی ہوں، اور شیطان نے ضلالت و ناکامی کی ہر راہ و منزل کو اپنے سحر شیطنت سے حسین و حقیقی بنا دیا ہو، وہاں وہی راہی اپنی راہ و منزل کا سراغ لگا کر اپنی حقیقی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے جو اپنی منزل اور راہ منزل کے معلوم کرنے اور اس پر چل کر منزل مقصود پر پہنچنے کی طلب اور عزم و ہمت رکھتا ہو، اور جسے صراط مستقیم یا راہ راست سے بھٹک کر ناکامی و نامرادی کے سراب میں گم ہو جانے کا ڈر ہو - عالم ہستی کے ایسے ہی راہی کے لیے قرآن مجید نے ''متقی'' کی تعبیر اختیار کی ہے - چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قرآن مجید یوں تو تمام اقوام عالم کے لیے نصیحت و یاددہانی (= ذکر) ہے، لیکن دراصل وہ ان لوگوں کے سمجھنے اور انکی ہدایت کی چیز ہے جو مستقل طور پر سیدھی راہ پر چلنا چاہتے ہیں (التکویر

Marfat.com

۸۱ : ۲۷ ، ۲۸ ، ۱۹ تا ۲۶) ۔

اسی حقیقت کو بانداز دیگر اس طرح بیان کیا گیا ہے :

ھذا بیان للناس وھدی وموعظة للمتقین۔ (آل عمران۳:۱۳۸)

یہ [قرآن مجید] افراد نسل انسانی کے لیے بیان اور متقیوں کے لیے ہدایت اور موعظت ہے ۔ نیز فرمایا :

و انه لتذکرة للمتقین۔ (الحاقة ۶۹ : ۴۸ ببعد) .

اور وہ یقیناً متقیوں کے لیے نصیحت و یاد دہانی ہے ۔ تقویٰ خشیت الٰہی پر بھی دلالت کرتا ہے ، جس کی مثال اس اولاد کے خوف کی ہے ، جسے ماں باپ ، بے حد پیار کرتے ہیں اور وہ بھی ان سے پیار کرتی ہے، لیکن وہ ایسا کوئی کام کرنے سے خوف کھاتی ہے ، جو ان کی ناراضی کا موجب ہو ۔ اس سے استنباط ہوتا ہے کہ خشیت الٰہی بندوں کی اپنے رب سے اور رب کی اپنے بندوں سے محبت فراواں پر دلالت کرتی ہے ۔ چنانچہ قرآن مجید کی تفہیم کے لیے دل میں خشیت کا ہونا ضروری ہے ، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت سے مترشح ہے :

ما انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ٥الا تذکرة لمن یخشیٰ۔تنزیلا ممن خلق الأرض و السموات العلیٰ٥ (طه ۲۰ : ۱ تا ۴ ببعد)

ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو رنج و محنت میں پڑے بلکہ یہ اس کے لیے نصیحت و یاددہانی ہے جو ڈرتا ہے۔ یہ اس کی طرف سے اتارا گیا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ۔

ان آیات میں خشیت کو اس کے وسیع ترین مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے ۔ اس کی مثال اس طالب علم کا خوف ہے جو اپنی ناکامی و نامرادی اور اس کے خوفناک انجام سے ڈرتا ہے ، جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی بھی شامل ہے ۔ وہی علم و حکمت اور حق و صداقت کی باتیں سنتا ، سمجھتا اور ان کے اثرات قبول کرتا

Marfat.com

ہے - اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن مجید کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے دل میں خشیت کا ہونا ضروری ہے - چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن مجید 'تذکرہ' ہے ، یعنی انھیں ان حقائق زندگی کی یاد دہانی کراتا ہے ، جن کا انسان فطری اذعان رکھتا ہے - چنانچہ اسی لیے قرآن مجید نے ان حقائق زندگی کے لیے جنھیں نیکی ، خیر ، حسنہ اور عدل و احسان وغیرہ متعدد ناموں سے موسوم کرتے ہیں ، "معروف" کی اور ان کے لیے جنھیں بدی ، شر ، سیئہ اور ظلم و استحصال کہتے ہیں ، "منکر" کی تعبیر اختیار کی ہے - وجہ یہ ہے کہ ان حقائق و اقدار کا علم و اذعان ہر انسان کو فطری طور پر ودیعت کیا گیا ہے -

ہم دیکھ چکے ہیں کہ طلبِ حق و صداقت بھی تقویٰ کا خاصہ ہے ، اور قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ حق سے محبت اور اس کی طلب و جستجو ہو تو حق بات کو انسان غور سے سنتا ، پڑھتا اور سمجھتا ہے ، اور اس کے برعکس اگر کسی شخص کو حق سے نفرت ہو تو وہ اس کی قدر و حقیقت کو پہچان نہیں سکتا ، اور طبعاً اس سے دور بھاگتا ہے - ظاہر ہے ایسے لوگ قرآن مجید کے معانی کی گہرائیوں میں کیسے اتر سکتے اور معارف و رموز کو کیسے سمجھ سکتے ہیں ؟ مندرجہ ذیل آیات میں اسی حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے :

قد کانت اٰیٰتی تتلیٰ علیکم فکنتم علیٰ اعقابکم تنکصون ، مستکبرین بہ سمرا تھجرون ، افلم یدبروا القول ام جآءھم مالم یأت اٰبآءھم الاولین ، ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون ، ام یقولون بہ جنۃ بل جآءھم بالحق واکثرھم للحق کرھون ۝ (المؤمنون ۲۳: ۶۶ تا ۷۰) :

Marfat.com

ہماری آیتیں تمھارے آگے پڑھی جاتی تھیں اور تم اُلٹے پاؤں بھاگنے لگتے تھے - تم اپنی مجلس کی داستان سرائیوں میں انھیں مشغلہ بناتے اور اُن کے حق میں ہذیان بکتے تھے -

پھر (انھیں کیا ہو گیا ہے) کیا انھوں نے اس بات (— قرآن مجید) پر غور و فکر نہیں کیا ؟ یا ان کے سامنے کوئی ایسی عجیب بات آ گئی ہے جو ان کے اگلے بزرگوں کے سامنے نہیں آئی تھی ؟ یا یہ اپنے رسول کو پہچان نہ سکے ، اس لیے منکر ہوگئے ؟ یا یہ کہتے ہیں ، اسے جنون ہوگیا ؟

نہیں (ان میں سے کوئی بات نہیں) ، اللہ کا رسول ان کے پاس ''الحق'' (= قرآن مجید) کے ساتھ آیا ، مگر ان میں سے اکثر حق سے نفرت کرتے ہیں -

مندرجہ بالا آیات میں یہ اصل کارفرما ہے کہ انسان متقی نہ ہو تو وہ حق نیوش بھی نہیں ہوتا ، بلکہ اسے حق سے نفرت ہوتی ہے - لہذا وہ قرآن مجید کی حقیقت تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا چنانچہ انسان کی اس نفسیاتی حقیقت کی بنا پر قرآن مجید کے آغاز ہی میں یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اس الکتاب سے وہی لوگ علم کی روشنی حاصل کر سکتے ہیں جو متقی ہیں ، جو حق و نور کی طلب و جستجو میں رہتے ہیں :

ذلك الكتب لا ريب فيه هدى للمتقين٥ (البقرہ ۲ : ۲) :

یہ کتاب ! اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ؛ متقیوں کے لیے ہدایت ہے -

اس کے ساتھ ہی متقی لوگوں کی تعریف بھی بیان کر دی کہ غیب کی حقیقتوں پر ایمان لانا ان کی فطرتِ ثانیہ بن چکی ہوتی ہے :

اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ٥ (البقرة ۲ : ۳) :

وہ جو غیب (کی حقیقتوں) پر ایمان لاتے ہیں -

Marfat.com

یہ آیت قرآنی اس بنیادی حقیقت کی مظہر ہے کہ علم و حکمت سیکھنے کے لیے ان بنیادی حقائق اور اصولوں کو تسلیم کرنا اور ان پر یقین رکھنا ضروری ہے جو ابھی طالب علموں کے علم و فکر اور عقل و شعور سے ماوراء ہیں ۔ اگر شاگرد استاد کے بتائے ہوئے علمی اصولوں، فارمولوں اور دیگر باتوں پر یقین کرنے اور انھیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیں تو ظاہر ہے ایک نو آموز سائنس کے ان اصولوں، فارمولوں اور حقائق کو نہیں سمجھ سکتا جن کے سمجھنے کی ابھی اس میں قابلیت ہی پیدا نہیں ہوئی ۔ سائنس نے اس صدی میں حیرت انگیز ہمہ جہت ترقی کی ہے، اور ایسے سینکڑوں حقائق کی نقاب کشائی کی ہے، جو انسان کے لیے غیب کا درجہ رکھتے تھے، اور ان لوگوں کے لیے آج بھی غیب کا درجہ رکھتے ہیں، جو ان کا علم نہیں رکھتے، لہٰذا جو شخص ان حقائق سے واقف ہونا چاہتا ہے، اس کے لیے پہلے ان پوشیدہ حقائق کو تسلیم کرنا اور ان پر یقین رکھتے ہوئے آگے بڑھنا، ناگزیر ہے ۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ طلبہ کا علم جوں جوں بڑھتا جاتا ہے ان پر پوشیدہ حقائق جو ان کے لیے غیب ہوتے ہیں، ظاہر ہوتے جاتے ہیں ۔ اس سے استنباط ہوتا ہے کہ غیب کو حاضر بنانے کے لیے اس پر یقین کرنا اور اسے تسلیم کرنا، ضروری بلکہ ناگزیر ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جب یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید ان لوگوں کو ہدایت دیتا، یعنی حقائقِ زندگی سے آگاہ کرتا ہے، جو متقی یعنی غیب یا پوشیدہ حقائق کو تسلیم کرنے اور ان پر یقین رکھنے والے ہوتے ہیں تو وہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ قرآنِ مجید جو کتابِ علم و حکمت ہے، اس کے مفہوم و معانی اور اسرار و رموز تک وہی لوگ رسائی حاصل کر سکتے ہیں، جو اولاً ان کے سمجھنے کی سچی طلب و جستجو رکھتے ہیں اور ثانیاً وہ ان حقائق کو بھی تسلیم کرتے ہیں، جو ابھی ان کے علم و تجربہ میں نہیں آئے اور اس طرح ان کے لیے غیب کا درجہ رکھتے ہیں ۔

Marfat.com

حاصلِ کلام یہ کہ قرآن مجید جن حقائق اور حکیمانہ نکات کی نشاندہی کرتا ہے ، اگر وہ فوراً سمجھ میں نہ بھی آئیں تو انھیں بہر حال تسلیم کرنا ہی ہوگا ، کیونکہ یہ تعلیم و افہام کا مقتضیٰ ہے ، اور ان پر اسی طرح یقین کرنا ہوگا جس طرح سائنس کے طلبہ بالخصوص قدم قدم پر اپنے استادوں کے بتائے ہوئے اصول و قواعد، معلومات اور فارمولوں پر ایمان بالغیب لاتے ، تجربہ و تحقیق کے میدان میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور غیوب بتدریج ان کے لیے حاضر و شہود ہوتے چلے جاتے ہیں ۔

تقویٰ کا تقاضا ہے کہ قاری خالی الذہن ہو کر قرآن مجید کا مطالعہ کرے ۔ خالی الذہن ہونے سے مراد یہ ہے کہ انسان کا قلب ہر قسم کے تعصبات و معتقدات ، نظریات و تصورات اور اوہام و افکار سے پاک و صاف ہو ۔ ظاہر ہے تعصب و عصبیت کی عینک لگا کر دیکھنے والا قاری اپنی زیرِ نظر کتاب کے نہ حقیقی معانی دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کے محاسن و معائب کا صحیح اندازہ ہی لگا سکتا ہے ؛ نیز وہ اس کی حقیقی قدروں سے آشنا بھی نہیں ہو سکتا ۔ غرض کہ ہر سچے طالب علم کی طرح قاری کو بھی خالی الذہن ہو کر قرآن مجید کا مطالعہ اور اس پر غور و فکر کرنا چاہیے ۔

تاریخ ادیانِ عالم اور خود قرآن مجید بھی اس اہم واقعیت سے ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ کتب سماوی کو سمجھنے کے راستے میں 'آباء پرستی' ہمیشہ سدِ سکندری بن کر حائل ہوتی رہتی ہے اور اب بھی اس سلسلے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی ہے ۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہوتا ہے :

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَ نَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ (البقرۃ۲:۱۷۰):

Marfat.com

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے جو (قرآن مجید) نازل کیا ہے ، اس کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے پر چلیں گے جس پر اپنے آباواجداد کو چلتے دیکھا ہے - ان لوگوں سے پوچھیے اگر تمھارے آباواجداد عقل سے کورے اور ہدایت سے محروم رہے ہوں تو تم بھی بے عقل اور گمراہ رہنا پسند کرو گے ؟

مستشرقین ہوں یا مسلمان علماء و مفسرین یا پڑھے لکھے عام مسلمان ، قرآن مجید کے سمجھنے میں ان کی راہ میں آبا پرستی ہی سب سے بڑی اور نا قابل عبور رکاوٹ ہے - اہل کتاب ، لا دین ، حتیٰ کہ خود مسلمان بھی قرآن مجید کو اپنے بزرگوں کی عینکوں سے دیکھنے کے عادی ہیں اور ان کے مسلک پر چلنا چاہتے ہیں ، اس لیے وہ قرآن مجید کے حقیقی معانی کو دیکھ نہیں سکتے ، نتیجۃً وہ آیات قرآنی کی مفید مطلب تاویلیں کرتے ہیں -

قرآن مجید ایسے لوگوں سے جو صرف اپنے بزرگوں ہی کے دین و مذہب کو سچا سمجھ کر اسی کی پیروی کرنے پر اصرار کرتے ہیں ، تنبیہ کے طور پر کہتا ہے :

''اگر ان کے بزرگوں نے چاہے عقل سے کچھ کام بھی نہ لیا ہو ، اور راہِ راست نہ پائی ہو تو کیا پھر بھی وہ ان کی پیروی کرتے چلے جائیں گے ؟ (البقرہ ۲ : ۱۷۰) -

تعصب و عصبیت کی بیماری میں مبتلا یہ ذہنی مریض عقل و فکر سے کورے ہوتے ہیں ، لہٰذا انسانیت کے بلند مقام سے پھسل کر حیوانیت کی پست ترین سطح پر آ جاتے ہیں :

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝

(التین ۹۵ : ۴ ـ ۵) :

ہم نے یقیناً انسان کو حسین ترین سرشت پر پیدا کیا ہے - پھر ہم (اس کے جرم و گناہ کے سبب) اسے ذلیل ترین حالت کی

Marfat.com

طرف بھی لوٹا دیتے ہیں ۔

ایسے لوگوں کے متعلق قرآن مجید کا فتویٰ ہے :

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ (البقرہ ۲ : ۱۷۱) :

یہ لوگ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا ہے ، ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا کے سوا کچھ نہیں سنتے ۔ یہ بہرے ہیں ، اندھے ہیں ، اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی ۔

ان آیات سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ تقلیدِ اکابر یا آباء پرستی انسان کے ذوقِ سمع و بصر کو کور اور عقل و فکر اور شعور و بیان کی قوتوں کو مفلوج کر دیتی ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان پر حق و صداقت کی ہر بات ناگوار گزرتی ہے اور اس کی نظر حسن و حق کے مظہر کی حریف نہیں ہو سکتی اور عقل حقائق کو سمجھنے کے قابل نہیں رہتی ۔ لہٰذا تفہیمِ قرآن کے لیے ضروری ہے کہ قاری تقلید اکابر کے جذبے اور ہر قسم کے دوسرے تعصبات و نظریات اور افکار و معتقدات سے دل و دماغ کو پاک و صاف کرکے قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کرے جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے ۔ علاوہ ازیں قاری کی نیت بھی خالص ہو ، اس میں فتور نہ ہو ۔

تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ قرآن مجید کے اسرار و رموز اور معارف و احکام کو صحیح اور جامع طور سے سمجھنے کی سچی آرزو اور جستجو بھی ہو ، اور ارادہ و کوششِ پیہم بھی ۔ اصل یہ ہے کہ جو اہل علم قرآن مجید پر ایک سچے طالب علم کی طرح غور و فکر نہیں کرتے وہ اس سے کماحقہ ، مستفید نہیں ہو سکتے ۔

Marfat.com

علاوہ بریں ، قرآن مجید چونکہ رشد و ہدایت اور موعظت و تذکر بھی ہے (آل عمران ۳ : ۱۳۸)، لہذا اسے اسی جذبے سے پڑھنا اور اس پر غور و فکر کرنا ہوگا۔

۲ ۔ تفکر و تدبر

قرآنِ حکیم علم و حکمت کی کتابِ سماوی ہے ، اس لیے ہر علم و حکمت کے شاہکار کی طرح اس پر بھی خلوصِ نیت ، ذوق و شوق ، صاف و پاکیزہ قلب و نگاہ کے ساتھ سائنٹیفک انداز سے غور و فکر کرنا ناگزیر ہے ۔ اس شرط کے بغیر اسے جامع طور سے سمجھنا محال ہے ۔ تفکر و تدبر کی مثال کان کنی ایسی ہے ۔ جس طرح کھدائی کر کے کانوں سے معدنیات اور زمین سے تیل وغیرہ نکالتے ہیں اور جس طرح سمندر میں غواصی کے ذریعے موتی وغیرہ نکالتے ہیں ، اسی طرح علم و حکمت کے دفینوں اور کانوں سے گہرہائے معانی کو عقل و فکر کے ذریعے نکالتے ہیں۔ قرآنِ مجید چونکہ علم و حکمت کے نایاب و بے مثال لعل و گوہر کی کان ہے ، لہذا اس سے بھی لعل وگوہر معانی کو تدبر و تفکر ہی کے ذریعے نکالا جا سکتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی یہ آخری کتاب علم و حکمت کا اتھاہ سمندر ہے ، جس کی گہرائیوں سے غواصِ فکر ہی گوہر معانی نکال سکتا ہے ۔ اس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم کے معانی کی گہرائیوں تک غواصیِ فکر کے بغیر نہیں پہنچا جا سکتا ۔ اس از بس اہم حقیقت کو قرآنِ حکیم نے طرح طرح کے مؤثر و بصیرت افروز اسالیب میں بیان کیا ہے ، مثلاً :

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(ص ۳۸ : ۲۹) :

یہ کتاب جو ہم نے تجھ پر نازل کی ہے ، مبارک ہے (یعنی موجب خیرو برکت) ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر

Marfat.com

کریں اور تاکہ اہلِ عقل و دانش اس سے نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت کے مضمرات التفات مکرر کے متقاضی ہیں : اولاً قرآنِ حکیم مبارک کتاب ہے ، لیکن اس سے خیر و برکت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو اس پر صحیح معنوں میں غور و فکر کرتے ہیں ، جو مفکر ہوتے ہیں ۔ اس میں یہ نکتہ بھی مضمر ہے کہ اہلِ فکر کو تدبر کے ذریعے قرآنِ مجید کے علمی حقائق و بصائر اور حکیمانہ رموز و اسرار سے معرفت و آگاہی حاصل ہوتی ہے ۔ علم جیسا کہ قرآنِ حکیم سے ثابت ہے، نور و ہدایت اور حکمت خیرِ کثیر ہے ، ثانیاً ، اہلِ عقل و دانش ہی قرآنِ مجید سے عبرت و موعظت حاصل کرتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عقل ہی قرآنِ حکیم کی روحِ معانی سمجھتی اور اس کے اثرات کو قبول کرتی ہے ، پھر ان اثرات سے انسان کے دل کی کایا پلٹ جاتی ہے اور وہ اپنی فطری حسین حالت پر لوٹ آتا ہے ۔ قرآن مجید کی اصطلاح "تذکر" میں یہی مفہوم مضمر ہے ۔

جب یہ حقیقت ہے اور یقیناً حقیقت ہے کہ تفہیمِ قرآنی کے لیے غور و فکر ناگزیر ہے اور غور و فکر ہی کے ذریعے قرآنِ حکیم کے معارف و علمی حقائق اور حکیمانہ رموز و بصائر سے معرفت و آگاہی حاصل ہوتی ہے اور اس طرح دامنِ زندگی گلہائے خیر و مراد سے بھر جاتا ہے ، تو پھر کیا وجہ ہے کہ انسان اس پر غور و فکر نہیں کرتا ؟ کیا اس کی عقل پر پتھر پڑگئے ہیں ؟ یہ سوال اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پوچھتا ہے جو قرآنِ حکیم پر نہ تو غور و فکر کرتے اور نہ اسے سمجھنے ہی کی کوشش کرتے ہیں :

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (محمد ۴۷ : ۲۴) :

کیا وہ قرآن مجید میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں ۔

قرآن مجید کے نزدیک ایسے لوگ جو حواس اور عقل و فکر

Marfat.com

سے کام نہیں لیتے ، چوپایوں جیسے بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اور دوزخی ہیں :

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيراً مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف ۷:۱۷۹)

اور اصل یہ ہے کہ جنوں اور انسانوں میں بہت سے ایسے ہیں جنھیں ہم نے دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے ۔ ان کے پاس قلب ہیں ، مگر وہ ان سے سوچتے سمجھتے ہی نہیں ۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں ، مگر وہ ان سے دیکھتے ہی نہیں ۔ ان کے پاس کان ہیں ، مگر سنتے ہی نہیں ، وہ چوپایوں کی طرح ہیں ، بلکہ ان سے بھی زیادہ نادان و گمراہ ۔ یہی لوگ ہیں جو در اصل غفلت میں کھوئے گئے ہیں ۔

اس جگہ ایک عام غلط فہمی کا ازالہ کر دینا ضروری ہے کہ اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو دوزخ میں جلانے کے لیے پیدا کیا ہے ، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو انھیں حسی اور دماغی قوتیں عطا کی تھیں ، مگر ظالموں نے ان سے کوئی کام نہ لیا ، اور گمراہ ہو کر دوزخ کی وادیوں میں نکل گئے ۔

اسلام کے نزدیک انسان کو حواس و قلب کا ملنا اللہ تعالیٰ کا اس پر خصوصی انعام و اکرام ہے ، اور یہ چیز اس کے اور چوپایوں کے درمیان مابہ الامتیاز ہے ، لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت بیش بہا سے کام نہیں لیتے ، وہ کفران نعمت کرتے ، اور چوپایوں کی سی زندگی گزارتے ہیں ۔ نتیجۃً وہ انسانیت کے ارفع و اعلیٰ مقام سے پھسل کر حیوانیت کے تحت الثریٰ میں جاگرتے ہیں اور انسان کے لیے یہ مقام اس کی ناکامیوں ، محرومیوں ، حسرتوں

Marfat.com

اور پشیمانیوں کا تاریک و قبیح اور اذیت ناک و روح فرسا آتش کدہ ہے۔ ایسے ہی انسان نما حیوانوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لقد خلقنا الانسان فی أحسن تقویم ۔ ثم رددنہ اسفل سافلین
(التین ۹۵ : ٤ تا ٥ ببعد)

بلاشبہ ہم نے انسان کو حسین فطرت پر پیدا کیا ، پھر اسے تحت الثریٰ میں پھینک دیا ۔

سورہ یونس میں فرمایا کہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے اور بات کو نہیں سمجھتے ، وہ قوانین قدرت کے مطابق گندگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ، کیونکہ ان کی جمالیاتی حس مردہ ہو جاتی ہے اور وہ کور ذوق و حسن کور ہو جاتے ہیں :

و یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون (یونس ۱۰ : ۱۰۰)

اور وہ ان لوگوں پر گندگی ڈالتا ہے جو سوچتے سمجھتے نہیں۔

قرآن حکیم میں تفکر و تدبر کرنے کا ایک سہل ، سادہ ، مگر بڑا ہی کارگر اور سائنٹیفک طریقہ وہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کیا ہے :

أنظروا کیف نصرف الایٰت لعلھم یفقھون (الانعام ٦ : ٦٦)

دیکھو ! ہم کس طرح بار بار مختلف طریقوں سے آیات کو بیان کرتے ہیں تاکہ وہ حقیقت کو سمجھ لیں ۔

اس آیت میں قرآن حکیم کا صحیح اور جامع و مانع مفہوم سمجھنے کے ایک قاعدے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ، جسے ہم ''قاعدۂ تصریف'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے الفاظ و معانی کی حفاظت اس طرح کر دی ہے کہ وہ اپنے مفردات و آیات دونوں کے معانی و مفہوم کی تشریح و تصریح آیات و الفاظ کی تصریف کے ذریعے خود ہی کر دیتا ہے ۔

اس ''تصریف'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ہی آیت اور لفظ

Marfat.com

کو مختلف سیاق و سباق میں گونا گوں پیرایوں اور مختلف اسالیب میں اس طرح استعمال کرتا ہے کہ اس آیت اور لفظ کے معانی و مفہوم کی خود بخود تصریح و تعیین ہو جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ جب قرآنِ حکیم سے متعلق یہ فرماتا ہے کہ :

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون (الحجر ۱۵:۹)

ہم نے خود اس الذکر یعنی قرآنِ حکیم کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں ۔

تو وہ اسی حقیقتِ معنوی کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ حاصل کلام یہ کہ تفہیمِ قرآن کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم مفسرین و مترجمین کے مفردات کے معانی اور آیات کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں ، لیکن قلب کا ہر قسم کے تعصبات و نظریات اور افکار و تصورات سے پاک و صاف ہونا ناگزیر ہے ۔

۳ ۔ علم و حکمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قرآنِ حکیم ، علم و حکمت کی کتاب ہے (الرعد ۱۳ : ۳۷ ؛ والنساء ۴ : ۱۱۳) ؛ یہ وحی بالحکمة بھی ہے (الاسراء ۱۷ : ۳۹) اور حکمتِ بالغہ بھی (القمر ۵۴ : ۵) ۔ لہذا اس علم و حکمت کو سمجھنے کے لیے علم و حکمت کی ضرورت ہے ۔ اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ یہ ایسی سامنے کی بات ہے کہ اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں ، دوسری دلیل یہ ہے کہ علم و حکمت کی باتوں یا علوم کو عالم و حکیم ہی سمجھ سکتے ہیں ، ان پڑھ یا ان علوم سے بے بہرہ شخص کیسے ان کے معنیٰ و مفہوم کی رفعتوں تک پہنچ سکتا ہے ۔ مولانا رومؒ نے یہ حقیقت اپنے حکیمانہ انداز میں اس طرح بیان فرمائی ہے :

پس قیامت شو قیامت را ببیں
کہ دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں

(مثنوی معنوی)

Marfat.com

اس جگہ اس از بس اہم نکتے کی صراحت کر دی جاتی ہے کہ علم بھی حسن و حق کی طرح ایک اکائی یا وحدت ہے، اسے دنیوی اور دینی شعبوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا ، اس قسم کی تقسیم وضعی ، ناجائز اور باطل ہے ۔ یہ بڑی عبرت ناک حقیقت ہے کہ اسلام ، جو علم کی وحدت کا مدعی و نقیب ہے اور جس کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ وہ دین و دنیا اور دنیا و آخرت دونوں پر حاوی ہے اور ان میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتا اور نہ ایسی تفریق و تقسیم کو جائز ہی سمجھتا ہے ، اسی کے پیرو اپنے دورِ انحطاط میں اس قسم کی تفریق کو روا رکھنے لگے ۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب سے علم کی یہ تقسیم کی ہے اور انھوں نے اس کے ایک اہم حصے کو دنیوی علوم قرار دے کر نام نہاد دینی مدارس کے نصاب سے خارج کر دیا ہے ، قوم علم کی قوتِ تسخیر (—سلطان) سے محروم ہوگئی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے وہ ملتِ بیضاء جس کے ہاتھ میں صدیوں اقوام عالم کی قیادت (—امانت) رہی ، وہ اس غیر فطری و وضعی تقسیم علم کی بدولت سیاسی ، عسکری ، اقتصادی ، علمی ، فنی ، ثقافتی ، الغرض ہر اعتبار سے دوسری قوموں کی محکوم و اسیر ہوگئی ہے ۔

قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو مادی و روحانی اور دنیوی و اخروی زندگی پر حاوی ہے ۔ لہذا اس میں دین و دنیا کی تقسیم ناجائز و غیر فطری ہے۔ اسی طرح اسلام ایک تحریکِ رحمتِ عالم ہے ، جو حیاتِ انسانی کے ہر گوشے سے ، چاہے وہ مادی ہو یا روحانی ، دنیوی ہو یا آخروی تعلق رکھتی ہے ۔ قرآنِ حکیم جیسا کہ خود اس کا اپنا دعویٰ ہے ، علم بھی ہے اور الحق بھی (المؤمنون ۲۳ : ۷۰) ، اور وہ نور و ھدایت بھی ہے (المائدة ۵ : ۱۵ ؛ النمل ۲۷ : ۲) ۔ لہذا جس طرح حق، نور اور ہدایت کی تقسیم نہیں ہو سکتی، اسی طرح علم کی تقسیم بھی نہیں ہو سکتی ۔ اس سے یہ استنباط ہوا کہ اسلامی معاشرے میں

Marfat.com

نصابِ تعلیم خالصۃً علم و حکمت پر مبنی ہونا چاہیے اور اس میں دینی اور دنیوی علوم کی تقسیم ہرگز نہیں ہونی چاہیے ، جیسی کہ موجودہ دینی مدارس کے نصاب میں تقسیم روا رکھی گئی ہے۔ اس وضعی و ناجائز تقسیمِ علم کی بدولت ہماری قومی فکر میں اتحاد وہم آہنگی کا فقدان ہے۔ میرے نزدیک ملتِ اسلامیہ کے انحطاط و زوال کا بنیادی سبب اس کے علم و حکمت کا انحطاط و زوال ہے اور اس علمی زوال و پس ماندگی کا بنیادی سبب علم کی یہ غیر فطری تقسیم ہے ، جس کے سب سے بڑے علم بردار نام نہاد دینی مدارس ہیں۔

قرآنِ حکیم جب یہ کہتا ہے کہ :

عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ ... (البقرة ۲:۳۱)

اور آدم کو ساری اشیاء کے نام سکھائے ، پھر ان کو انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا :

''اگر تم (اپنے خیال میں) سچے ہو تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ تو وہ علم کی وحدت و کلیت کی نشاندہی کرتا ہے۔

لہذا قرآنِ حکیم کو صحیح اور جامع طور سے سمجھنے کے لیے علم کی ضرورت ہے ، جو نام ہے تمام علمِ مروجہ کا۔ قرآنِ حکیم کے تتبع میں ہم علم کو ایک درخت سے تشبیہہ دے سکتے ہیں (ابراھیم ۱۴ : ۲۴) ، جس کی بے شمار شاخوں کو مختلف ناموں سے موسوم کرتے ہیں ، مثلاً تاریخ ، جغرافیہ ، ریاضیات ، طبیعیات ، نباتیات ، حیوانیات ، نفسیات ، لسانیات ، فقہ ، علم التفسیر ، فلسفہ ، جمالیات ، علم الحدیث ، ٹیکنالوجی ، کیمیا ، فلکیات ، طب وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ بریں ان میں سے ہر علمی شاخ کی خود بھی کئی کئی شاخیں ہیں اور انہیں بھی مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ شجرِ علم سے یہ شاخیں پھوٹتی رہیں گی اور علمِ انسانی ترقی

Marfat.com

کرتا رہے گا اور اس طرح اس کی نیز انسان کی قوت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن حکیم علم و حکمت کا سر چشمہ ہے، جس سے مزرع حیات انسانی ہر زمان و مکان میں قیامت تک مستفید ہوتی رہے گی۔ لہذا اس علم و حکمت سے زیادہ سے زیادہ قوتِ تسخیر حاصل کرنے کے لیے ہمیں علم کی چند مخصوص اصناف ہی سے نہیں، بلکہ کل علم یا اس کی کل اصناف سے کماحقہ، آگاہی رکھنا ضروری ہے۔ نیز یہ حقیقت بھی ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ علم کا درخت ہر لحظہ پھلتا پھولتا رہتا اور بر و بار نکالتا رہتا ہے، اور اس طرح اس کی قوت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ لہذا اس دنیا میں وہی قوم سب سے زیادہ ترقی کرتی اور قوت و صولت حاصل کرتی ہے جو علم کی نشو و نما اور ترقی میں کوشاں رہتی اور اس سے زیادہ سے زیادہ اور مسلسل قوت حاصل کرتی رہتی ہے۔ مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ انھوں نے جب سب اقوامِ عالم سے زیادہ شجرِ علم کی آبیاری کی اور اس سے سب سے زیادہ قوتِ تسخیر حاصل کی تو وہ سب سے زیادہ طاقتور ملت بن گئی اور زمانے نے سنتِ الٰہی کے مطابق اقوامِ عالم کی قیادت ان کو تفویض کر دی۔ پھر جب چند صدیاں گزرنے کے بعد مسلمان بعض وجوہ کی بنا پر علم کی وحدت یا کلیت کے عقیدے سے منحرف ہوگئے اور انھوں نے علم کو دین و دنیا میں تقسیم کر دیا اور ان اصناف علمی کو اپنے نصابِ تعلیم سے خارج کر دیا، جن کا تعلق ان کے زعم میں دنیا سے تھا، تو وہ علم کی قوت سے بتدریج محروم اور زندگی کے ہر گوشے میں کمزور سے کمزور تر ہوتے چلے گئے، حتی کہ زمانے نے سنتِ الٰہی کے مطابق اقوامِ عالم کی قیادت ان سے چھین کر ان قوموں کے حوالے کر دی جو ان سے بلکہ سب قوموں سے زیادہ علم کی قوتِ تسخیر رکھتے تھے۔

Marfat.com

یہ امر اب مسلمات میں سے ہے کہ علم و حکمت کی جس صنف کا سیکھنا یا سمجھنا مطلوب و مقصود ہو ، انسان میں اس کا ذوق ہونا بھی ضروری ہے، ورنہ اس میں اس کو کمال نہیں حاصل ہو سکے گا مثال کے طور پر فلسفہ ہو یا الہیات ، شعر ہو یا طبیعیات ، تاریخ ہو یا جمالیات، معاشیات ہو یا نفسیات، ریاضی ہو یا اخلاقیات، غرض کہ علم کی کوئی بھی صنف ہو ، اسے پورے طور پر سیکھنے اور سمجھنے کے لیے اس کے ذوق کا ہونا لابدی ہے - لہذا قرآن مجید جو علم و حکمت کی الہامی و سماوی کتاب ہے ، اور اس کا مافیہ اور اسلوب بیان بھی منفرد و جداگانہ ہے ، اسے بھی جامع طور سے سمجھنے کے لیے ذوق وحی و تنزیل کا ہونا لازمی ہے - علاوہ ازیں ، چونکہ قرآن مجید کی زبان عربی ہے ، لہذا اس کی تفہیم کے لیے عربی زبان میں دسترس ہونے کے علاوہ ذوق عربیت بھی ہونا چاہیے - اصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے اسرار و رموز ، معارف و نکات اور اشارات و کنایات کو اہل ذوق ہی کماحقہ سمجھ سکتے ہیں -

ہمیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ تفہیم قرآن کے سلسلے میں احادیث نبوی ﷺ کی غیر معمولی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا - وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا ، اور اسی نے اپنے رسول ؑ کو اس کا علم دیا تھا اور اسے بیان کرنا سکھایا تھا (الرحمن ۵۵ : ۲ ، ۴) ، لہذا قرآن مجید کو صحیح اور جامع طور پر سمجھنے کے لیے احادیث نبوی بڑی اہمیت رکھتی ہیں ، اور ان سے اچھی طرح آگاہی حاصل کرنا ، لازمی ہے -

۴ - طہارت

قرآن مجید ایک پاکیزہ و مطہر کتاب ہے (عبس ۸۰ : ۱۴) ، لہذا اس کی تعلیمات کی روح کو مطہر و پاکیزہ لوگ ہی چھو

Marfat.com

سکتے ہیں ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ o فِىْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ o لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ o

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ o (الواقعة ٥٦ : ٧٧ - ٨٠ ببعد)

بلاشبہ یہ قرآن بڑا ہی کرم کرنے والا ہے ، محفوظ کتاب میں ، پاکیزہ لوگوں کے سوا اسے (یعنی اس کی روح معانی کو) کوئی نہیں چھوتا - یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے اتاری ہوئی چیز ہے - اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طہارت سے مراد کیا ہے؟ طہارت سے مراد جسمانی و مکانی اور زمانی و نفسیاتی پاکیزگی ہے - جسمانی طہارت کا مطلب یہ ہے کہ قاری کا جسم اور لباس صاف ستھرا اور پاکیزہ ہو - چونکہ وضو سے جمالیاتی حس بیدار اور ذوق میں لطافت پیدا ہوتی ہے ، اس لیے قرآن مجید کے با مقصد مطالعہ کے لیے انسان اگر با وضو ہو تو اسے اس کے نکات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے - نیز اس مقصد کے لیے انسان کا ماحول بھی پاکیزہ و حسین اور سازگار و موزوں ہونا چاہیے ، اسے مکانی طہارت سے تعبیر کیا گیا ہے - ماحول کی پاکیزگی کے ساتھ قرآن مجید نے زمانی پاکیزگی کی بھی ضرورت محسوس کی ہے - چنانچہ ارشاد ربانی ہوتا ہے :

وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا o (الاسراء ١٧ : ٧٨) :

اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو ، کیونکہ قرآن فجر مشہود ہوتا ہے -

قرآن فجر کے مشہود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صبح کے سہانے ، پاکیزہ اور حسین منظر میں جب خود انسان کا قلب بھی نیند کے طمانیت خیز اور سکون آور اثرات کی وجہ سے حسن و حق

Marfat.com

کو قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے ، قرآن مجید کے مطالب و معانی اس پر مستحضر ہوتے ہیں ۔ بالفاظ دیگر صبح کا حسین وقت قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بڑا موزوں ہوتا ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دن کے دوسرے وقتوں میں قرآن مجید کا مطالعہ ہی نہ کیا جائے ۔

نفسیاتی پاکیزگی سے مراد یہ ہے کہ انسان کے حواس اور دل و دماغ پاکیزہ ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ عقل سلیم ہو ، دماغ روشن ہو ، قلب زندہ و بیدار ہو ، تصورات و تخیلات، حسین و پاکیزہ اور آرزو حسین ہو ۔ قرآن مجید نے بڑی تفصیل سے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ جب انسان کا قلب جرم و گناہ اور ظلم و عدوان کے قبیح اثرات کی وجہ سے پاکیزہ و حسین نہیں رہتا، تو وہ مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر یہ بیمار دل حسن و حق کی باتوں کو سمجھنے کے قابل نہیں رہتا ۔ (مفصل بحث کے لیے دیکھیے احقر کی کتاب جمالیات ، قرآن مجید کی روشنی میں ، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۵۸ء) ۔

حواس کے پاکیزہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دو حواس (مثلاً سامعہ اور باصرہ)، جو علم و حکمت اور فنون لطیفہ سمجھنے اور سیکھنے میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں ، اپنی اصلی حسین حالت میں ہوں اور پوری طرح کام کرتے ہوں ۔ چنانچہ جس شخص کی حس سامعہ درست اور صحیح حالت میں ہوتی ہے اس کو ذوق سمع ہوتا ہے اور اسے حسن و حق کی باتوں کا ذوق و شوق ہوتا ہے اور ایسا ہی شخص ان کے مطالب و معانی اور اسرار و رموز کو اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے ۔

یہی صورت حال باصرہ کی ہے ۔ وہ پاکیزہ یعنی اصلی حالت پر ہے تو نظر بھی پاک اور حسین ہو اور ایسے شخص کو اہل نظر کہتے ہیں ۔ چنانچہ اہل نظر کا حسن نظر ہے جس کے ذریعے وہ قرآن مجید کی گہرائیوں میں گوہرہائے معانی کو تلاش کرتے ہیں ۔

Marfat.com

اصل یہ ہے کہ حسنِ نظر ہی حسنِ معنی کو دیکھ سکتا ہے -

ہمیں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قلب پاکیزہ و حسین ہو تو وہ زندہ و بیدار ہوتا ہے، اور قلب زندہ و بیدار ہو تو نظر بینا و حسین ہوتی ہے اور ایسا ہی انسان حسن و قبح، خیر وشر، حق و باطل، سود و زیاں اور کامیابی و ناکامی میں امتیاز کرنے کے قابل ہوتا ہے - نیز ایسا ہی شخص اپنی منزلِ مقصود اور اس کی راہِ راست کو معلوم کرکے فلاح پا لیتا ہے - اس کے برعکس جس شخص کا قلب پاکیزہ نہیں ہوتا، اُس کے دل و دماغ کی قوتوں کی نشو و نما رک جاتی ہے اور اس کی خودی گناہوں کے بار گراں میں دب کر مر جاتی ہے - یہ مردہ خودی ہے جو دوزخ کی سزاوار ہے اور یہ زندہ خودی ہے جو جنت میں جائے گی، جسے قرآن مجید ''فوزاً عظیماً'' یعنی عظیم الشان کامیابی کہتا ہے - قرآن مجید نے اس فلسفۂ طہارت کو اپنے اعجاز بلاغت سے چند الفاظ میں بڑے مؤثر و دلنشیں انداز میں اس طرح بیان کیا ہے :

جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ یقیناً مراد کو پہنچا، اور وہ یقیناً بے نیل مرام رہا، جس نے اُس کو (گناہوں کے بوجھ تلے) دبا دیا -

اس آیت میں 'زَكّٰهَا' کو 'دَسّٰهَا' کی ضد کے طور پر استعمال کرکے اس کی معنویت بے نقاب کر دی؛ اور بتا دیا کہ تزکیہ سے قلب پاک و صاف ہو کر نشو و نما پاتا ہے؛ قلب چونکہ اصل ہے جس سے تمام نفسیاتی قوتیں پھوٹتی ہیں، اس لیے قلب کی نشوونما کا مقصد ان قوتوں کا پھلنا پھولنا اور بارآور ہونا ہے - قرآن مجید کی رو سے حسین و پاکیزہ قلب ہی زندہ و بینا ہوتا ہے اور پلید و قبیح، مردہ اور اندھا ہوتا ہے - پھر یہ بھی جتا دیا کہ جو شخص اس لحاظ سے اس دنیا میں اندھا ہوگا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا (الاسراء ۱۷ : ۷۲) - چنانچہ یہ اندھے لوگ ہی دوزخ

Marfat.com

کی وادیوں میں بھٹکتے پھریں گے اور جو بینا ہوں گے وہ اپنی منزل مقصود جنت کو معلوم کرکے وہاں پہنچ جائیں گے۔ ان خوش نصیب اہل حسن و ذوق کے آگے اور دائیں طرف اُن کا نور دوڑتا ہوگا ؛ اور اہل دوزخ اُن سے نور کی بھیک مانگیں گے مگر وہاں اہل دوزح کی کوئی التجا قابل توجہ نہیں سمجھی جائے گی (الحدید ۵۷ : ۱۳) ۔

(۵) پاکیزہ روزی

فہم قرآن کے لیے ضروری ہے کہ انسان کی کمائی حلال ہو حرام نہ ہو ۔ اسلام کے نزدیک حلال روزی ہی طیب و پاکیزہ ہوتی ہے اور حرام، روزی قبیح اور ناپاک ہوتی ہے ۔ چونکہ روزی حلال ہو یا حرام ، اس کے اثرات قلب پر دور رس ہوتے ہیں ، اس لیے قرآن مجید نے مسلمانوں کو بالخصوص حلال و طیب روزی کھانے کی بہت تاکید کی ہے ۔ حلال روزی سے قلب پاکیزہ ، حسین، بینا اور زندہ و بیدار ہوتا ہے، جب کہ حرام روزی سے قلب ناپاک ، قبیح ، اندھا اور مردہ ہوتا ہے ۔ ظاہر ہے ایسا شخص جس کی عقل کج ، جمالیاتی حس مردہ اور دل کی آنکھ اندھی ہو ؛ وہ قرآن مجید کے معانی و مطالب کو کیسے معلوم کر سکتا ہے ؟ اس جگہ اس نکتے کی بھی صراحت کر دینی ضروری ہے کہ نہ صرف انسان کی کمائی حلال ہو بلکہ اشیائے خوردنی بھی پاکیزہ و حلال ہوں ۔

قرآن مجید نے تزکیۂ نفس کا مؤثر ترین علاج یہ بتایا ہے کہ انسان اپنے مال کی زکوۃ دے اور ’’قل العفو‘‘ کے حکم پر عمل کرے ۔ چنانچہ جو لوگ ان دو احکام الٰہی پر عمل نہیں کرتے قرآن کے نزدیک وہ بخیل ہوتے ہیں اور بخل انسان کے قلب کو مردہ و کور بنا دیتا ہے ۔ مندرجہ ذیل آیات میں اسی حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے :

مَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ (الحشر ۵۹ : ۹) :

Marfat.com

جو اپنے نفس کے لالچ سے بچ گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۔

نفس کا لالچ دو طرح کا ہوتا ہے :

اولاً مال و دولت کی کثرت کی طلب و جستجو اور ثانیاً ، مال و دولت کو خرچ نہ کرنے بلکہ جمع کرنے کا جذبہ ۔ بخیل ہی کو نفس کا لالچ ہوتا ہے، لہٰذا بخیل دولتِ دل سے محروم رہتا ہے ، اس دنیا اور آخرت دونوں میں :

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًاۚ (النساء ٤ : ٣٧) :

اور وہ لوگ جو کنجوسی کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کی تلقین کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو (مال و دولت) انہیں دیا ہے ، اُسے چھپاتے ہیں ، تو ایسے کافروں کے لیے ہم نے رسوا کن عذاب تیار رکھا ہے ۔

ان آیات سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ بخل کفران نعمت ہے ؛ اور اس کے اثرات قلب پر بڑے تباہ کن ہوتے ہیں ۔ لہٰذا بخیل شخص کا دل طمانیت و مسرت سے محروم ہو کر خوف و حزن کی آگ کا جہنم بن جاتا ہے ۔ ظاہر ہے ایسے شخص کی عقل سلامتی سے محروم ہو گی ۔ بھلا وہ قرآن مجید کے معارف و حقائق کی رفعتوں تک کہاں پہنچ سکے گا اور حسن و صداقت کی قدروں کی صحیح تعیین کہاں کر سکے گا ؟

ان تمام مباحث کا ماحصل یہ ہے کہ اگر ہم قرآن مجید کو خلوص دل سے صحیح اور جامع طور پر سمجھنے کی طلب و جستجو رکھتے ہیں تو ہمیں مفصلۂ بالا پانچوں شرائط کو بہرحال پورا کرنا ہوگا۔

Marfat.com

رشید احمد

قرآن حکیم غیروں کی نظر میں

تمہید :

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف ادوار میں اپنے پیغمبروں کے ذریعے مختلف کتابیں نازل فرمائیں ۔ مگر یہ آسمانی کتابیں یا تو زمانے کی دستبرد کا شکار ہو گئیں یا پھر ان میں بعض دیدہ دلیروں نے تحریف (رد و بدل) کرکے ان کا حلیہ تک بگاڑ ڈالا ۔ البتہ جس صحیفۂ آسمانی پر اتنی طویل مدت بھی اثر انداز نہ ہوسکی اور نہ کسی من چلے کو اس میں تحریف کا یارا ہو سکا ، وہ قرآن اور صرف قرآن ہے ۔ خلاق اکبر کا اس کے بارے میں ارشاد ہے :

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○

اپنے تو خیر اپنے ہی ہیں ، اس برملا حقیقت کو غیر بھی تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکے ۔ چناں چہ دیکھیے ، ولیم میور جیسا دشمن اسلام اس سلسلے میں کیا کہتا ہے :

”قرآن کا کوئی جزو ، کوئی فقرہ اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو اور نہ کوئی لفظ اور کوئی فقرہ ایسا پایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ داخل کیا گیا ہے ۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو ان احادیث میں جن میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چھوٹی چھوٹی باتیں محفوظ رکھی گئی ہیں ، ان کا پتا ضرور چل جاتا ۔“

Marfat.com

قرآن حکیم کو مختلف پہلوؤں سے دیکھ کر غیر مسلموں نے جو آراء قائم کی ہیں ان کو انھیں کے الفاظ میں دیکھنے کے لیے آپ کو آیندہ اوراق پر نظر ڈالنے کی دعوت دی جاتی ہے ۔

سورۃ البقرہ : آیت نمبر ۱۷۷ میں دین و شریعت اسلام کے سولہ احکام آئے ہیں :

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ ۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۚ

---

۱ ۔ آئیے ، ذرا اس آیت مقدسہ کے مضامین پر بھی ایک نظر ڈال لیں ۔ یعنی نیکی کچھ یہی نہیں ہے کہ تم اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی نام ہے عقائد و اعمال کا جن کی کچھ تفصیلات یہ ہیں :

عقائد : (ایمانیات) (۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بالآخرہ (۳) ایمان بالملائکۃ (۴) ایمان بالکتاب اور (۵) ایمان بالانبیاء ۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

پادری وھیری (Wherry) مسلمانوں کے پرلے درجے کے ''بیری'' اور اسلام کے خصوصی ''عنایت فرما'' گزرے ہیں ۔ انھوں نے سن شریف اسلام کی مخالفت میں اور ڈاڑھی کے بال مسلمانوں کی عداوت ہی میں سفید کیے تھے ۔ مشہور معاند اسلام سیل (Sale) کے انگریزی ترجمہ قرآن پر حواشی کا اضافہ انہیں حضرت کے قلم بلاغت رقم سے ہوا ہے ۔ جب یہ حواشی لکھتے لکھتے اس آیت پر پہنچے ہیں تو قادر مطلق حق جل و علا نے ان کے قلم سے یوں لکھوایا ہے :

''یہ آیت ، قرآن کی بلند ترین آیات میں سے ہے ---- ذات باری پر ایمان اور نوع انسانی کے ساتھ سلوک سبھی کچھ اس میں آگیا ہے ۔گویا یہ عقائد اور اعمال کا لب لباب ہے ۔''

صداقت قرآن کے بارے میں
دوسرے عیسائی پادریوں اور اہل علم کا اعتراف

ڈیون پورٹ

''منجملہ ان بہت سی خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کرتا ہے دو نہایت ہی عیاں ہیں ۔ ایک تو وہ مؤدبانہ انداز اور عظمت جس کو قرآن اللہ کا ذکر یا اشارہ کرتے ہوئے ہمیشہ مد نظر رکھتا ہے کہ وہ اس کی طرف خواہشات رذیلہ اور

پچھلے صفحے کا باقی حاشیہ

اعمال : (صدقات) (۱) حاجت مند قریبیوں پر (۲) یتامٰی پر (۳) مساکین پر (۴) نادار مسافروں پر (۵) اہل حاجت پر (۶) غلام اور قیدی یا قرض کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے پر

(عبادات) (۱) اقامت صلٰوۃ (۲) ادائے زکٰوۃ

(اخلاقیات) (۱) ایفائے عہد (۲) تنگدستی اور بیماری میں صبر (۳) جنگ میں حوصلہ نہ ہارنا ۔

یہ کل سولہ احکام ہوئے جو ایک شخص کو مؤمن کامل بنانے کا مکمل نسخہ ہیں ۔

Marfat.com

انسانی جذبات کو منسوب نہیں کرتا ۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ تمام مہذب اور ناشایستہ خیالات ، حکایات اور بیانات سے بالکل مبرا ہے جو بدقسمتی سے یہود کے صحائف میں عام ہیں ۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن تمام عیوب سے مبرا ہے ۔ اس پر خفیف سی حرف گیری بھی نہیں ہو سکتی ۔ اس کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے ، مگر تہذیب کے رخساروں پر ذرا بھی جھینپ کے آثار نہیں پائے جائیں گے۔"

ریورنڈ آرسیکسوئل کنگ

"قرآن الہامات کا مجموعہ ہے : اس میں اسلام کے اصول و قوانین اور اخلاق کی تعلیم نیز روزمرہ کی زندگی کی نسبت ہدایات ہیں ۔ اس اعتبار سے اسلام کو عیسائیت پر فوقیت ہے کہ اس کی مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ چیزیں نہیں ہیں ۔"

ریورنڈ جے ایم راڈویل : "دی قرآن " ، صفحہ ۱۵

"اسے تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ خدا کی وحدانیت، طاقت ، علم اور حقانیت کا جو تصور اور خدا ، جنت اور زمین کے متعلق جس تلقین کا قرآن میں بار بار اظہار کیا گیا ہے اس کی وجہ سے ہم اس کتاب کی جتنی بھی تعریف کریں ، کم ہے ۔ یہ اعلیٰ وارفع اخلاق تعلیم سے پر ہے اور اس میں علم و آگہی کے جو نکات بیان کیے گئے ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی بنیاد پر بڑے بڑے طاقتور ملک اور جلیل القدر سلطنتیں قائم کی جا سکتی ہیں ۔"

پادری ریوریںڈ جی ۔ ایم ایڈول

"قرآن کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی ۔ جنّات و مادیات کا شرک مٹایا ۔ اللہ کی عبادت قائم کی ۔ بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کی ۔ اُم الخبائث شراب کو حرام مطلق ٹھیرایا ۔

Marfat.com

چوری ، جوا ، زنا کاری اور قتل وغیرہ کی ایسی سزائیں مقرر کیں کہ کوئی شخص ارتکاب جرم کی جرأت ہی نہ کر سکے۔"

عیسائی مؤرخ مسٹر باڈلے

"قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں تیرہ سو برس سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہودی اور عیسائی مذاہب میں کوئی ایسی چیز نہیں جو معمولی طور سے بھی قرآن کے مقابلے میں پیش کی جا سکے۔"

ایک مسیحی نامہ نگار : اخبار الوطن ، مصر

"مسلمان جب قرآن اور حدیث میں غورو فکر کریں گے تو اپنی دینی اور دنیاوی ضروریات کا علاج اس میں تلاش کر لیں گے۔"

پروفیسر کارلائل

"قرآن کے احکام اس قدر عقل و حکمت کے مطابق واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ شریعت اسلام اعلیٰ درجے کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جوہر موجود ہے۔ یہ کتاب سب سے اول اور سب سے آخر جو خوبیاں ہو سکتی ہیں ، اپنے اندر رکھتی ہے۔"

"میرے نزدیک قرآن میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے۔ اور یہ بالکل کھلی اور سچی حقیقت ہے کہ اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی سے ہو سکتی۔"

جارج سیل

"قرآن بلاشبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور دنیا کی سب سے زیادہ مستند کتاب ہے۔ کسی انسان کا علم ایسی معجزانہ کتاب لکھنے سے قاصر ہے۔ یہ مردوں کو زندہ کرنے

Marfat.com

سے بڑھا ہوا معجزہ ہے ۔ ایک آمی ناخواندہ محض کس طرح بے عیب اور لاثانی عبارت تحریر کر سکتا ہے ؟"

"قرآن انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے ۔ اس کتاب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں بنا سکتا ۔ یہ لازوال معجزہ مردوں کو زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے"۔

ڈین سٹینلی

"قرآن کا قانون بلاشبہ بائیبل کے قانون سے زیادہ مؤثر ہے ۔"

ڈاکٹر سیموئل جانسن

"قرآن پاک میں مطالب اتنے ستھرے اور ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانے کے لیے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانے کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں ، ریگستانوں شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے ۔"

پروفیسر ہربرٹ وائل : "لیکچر آن اسلام"

"قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے اور قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی ہے ۔ جن لوگوں نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے ۔ انسانی زندگی کی کوئی سی شاخ لیجیے ، ناممکن ہے کہ اس شعبے میں اس کی تعلیم رہنمائی نہ کرتی ہو ۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھ دار آدمی بیک وقت دنیوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے ۔"

پروفیسر آر ۔ اے ۔ نکلسن

"قرآن کے اثر سے عربی زبان تمام اسلامی ممالک کی متبرک زبان بن گئی ۔ اور یہ بڑی سے بڑی یورپین سلطنت کی تعلیم

Marfat.com

و حکمت سے کہیں آگے نکل گیا ۔"

ایچ ۔ جی ۔ ویلز

"قرآن نے مسلمانوں کو مواخات کے بندھن میں باندھ رکھا ہے اس لیے یہ نسل ، رنگ اور زبان کے پابند نہیں ہیں ۔"

نامور مؤرخ ڈاکٹر گبن

"قرآن وحدانیت کا سب سے بڑا گواہ ہے ۔ ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے ۔ قرآن کی نظیر سارے جہان میں نہیں ملتی ۔"

گاڈ فرے ہگنز

"قرآن غریبوں کا دوست اور غم خوار ہے اور سرمایہ داروں کی زیادتیوں کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے ۔"

ڈاکٹر سٹینلے لین پول : "گائیڈنس آف ہولی قرآن"

"قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی اور اصول جہاں بانی سکھائے ۔"

"قرآن میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہیے ۔"

مسٹر آرنلڈ وائٹ

"قرآن نے مسلمانوں کو لڑنا (جہاد) بھی سکھایا اور ہمدردی، فیاضی اور خیرات کی بھی تعلیم دی ۔"

ڈاکٹر آرنلڈ : "پریچنگ آف اسلام"

"جو احکام قرآن پاک میں موجود ہیں وہ اپنی جگہ پر مکمل ہیں ۔"

ڈاکٹر راڈویل

"قرآن کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعے

Marfat.com

زبردست اقوام اور فتوحات حاصل کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں۔ اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔"

سرایڈورڈ ڈینی سن راس

"قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے کہ اسے یورپ کے گوشے گوشے میں پھیلایا جائے۔"

ڈاکٹر جانسن

"قرآن کے مطالب ایسے مناسبِ وقت اور عام فہم ہیں کہ دنیا ان کو آسانی سے قبول کر سکتی ہے۔"

ڈاکٹر جارٹن

"قرآن کا طرزِ تحریر دل آویز اور رواں ہے۔ یہ مختصر اور جامع ہے اور خدا کا ذکر بڑے شاندار طریق پر کرتا ہے۔"

مسٹر رچرڈ سن

"یہ ضروری ہے کہ غلامی کی مکروہ رسم کو مٹانے کے لیے ہندو شاستر کو قرآن سے بدل لیا جائے۔"

ڈیون پورٹ : "محمد اینڈ قرآن"

"قرآن مسلمانوں کا مشترکہ قانون ہے۔ معاشرتی، ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی اور تعزیری سب معاملات اس میں موجود ہیں۔ پھر یہ ایک مذہبی کتاب ہے۔ اس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنا دیا ہے۔"

"چیمبرز انسائیکلوپیڈیا"— محمڈن ازم

"قرآن نے ظلم، غیبت، طمع، فضول خرچی، حرامکاری، خیانت اور بدگمانی کی انتہائی مذمت کی ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔"

Marfat.com

”انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا“ جلد ۱۵ ، صفحہ ۹۰۳ ، طبع یازدہم

”قرآن کی سورۂ فاتحہ ۔ حمد باری کی یہ سب سے زبردست مناجات ہے ۔ سلیس اتنی کہ مزید تشریح سے بے نیاز مگر اس پر بھی معنویت سے لبریز ۔“

”نیئر ایسٹ“ ، لندن کا خاص نمبر

”اگر ہم قرآن کی عظمت و فضیلت اور حسن و خوبی سے انکار کریں تو گویا ہم عقل و دانش سے بیگانہ ہوں گے ۔“

میجر لیو نارڈ

”قرآن کی تعلیم بہترین ہے ۔ یہ انسانی دماغوں پر جلد نقش ہو جاتی ہے ۔“

مسٹر یوسورتھ سمتھ

”محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دعویٰ ہے کہ قرآن ایک مستقل اور دائمی معجزہ ہے ۔ اور میں مانتا ہوں کہ یہ واقعی معجزہ ہے ۔“

نپولین کی تقریر کا اقتباس (”بونا پارٹ اور اسلام“ صفحہ ۱۰۵)

مجھے امید ہے کہ میں دنیا کے تمام دانا اور باشعور لوگوں کو یک جا کر کے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک لاثانی نظام قائم کروں گا کیوں کہ صرف یہی تعلیمات ہی انسان کو مسرتوں سے روشناس کرا سکتی ہیں ۔“

چارلس فرانس پوٹر : (”دی فیتھس“ صفحہ ۸۱)

”دنیا کی کوئی کتاب اتنی پڑھی نہیں جاتی جتنا قرآن پڑھا

Marfat.com

جاتا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ بائیبل کی جلدیں زیادہ فروخت ہوتی ہوں لیکن پیغمبر اسلام کے کروڑوں پیرو قرآن کی لمبی آیات دن میں پانچ مرتبہ پڑھنا اس وقت سے شروع کرتے ہیں جب وہ باتیں کرنا سیکھتے ہیں ۔"

ڈاکٹر گستاولی بان (فرانس)

"قرآن دلوں میں ایسا زندہ اور پرجوش ایمان پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجایش نہیں رہتی ۔"

ڈاکٹر موورنس (فرانس)

"یہ کتاب ـــ قرآنِ عظیم ـــ تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے ۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں تیار کی ہیں ان میں یہ بہترین کتاب ہے ۔ اس کے نغمے انسان کی خیرو فلاح کے لیے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں بہتر ہیں ۔ اس کا ہر ہر حرف خداوند عالم کی عظمت کے ذکر سے لبریز ہے ۔ قرآن علماء کے لیے ذخیرۂ لغات ، شعراء کے لیے عروض کا مجموعہ اور حکمرانوں کے لیے دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتا ہے ۔"

ایک لیور زون (فرانسیسی فلسفی)

"قرآن روشن اور پر حکمت کتاب ہے ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایسے شخص پر نازل ہوا جو سچا نبی تھا اور جسے اللہ نے مبعوث کیا تھا ۔"

گوئٹے

"قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ

Marfat.com

کرتی ہے ، پھر متعجب کرتی ہے اور آخر ایک تحیر آمیز رقّت میں ڈال دیتی ہے ۔"

جرمن فاضل ایکم کی بولف

"قرآن نے صفائی ، طہارت اور پاکیزگی کی وہ تعلیم دی ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو جراثیمِ امراض سب کے سب ہلاک ہو جائیں ۔"

"قرآن مجید احکامِ حفظِ صحت میں بھی تمام کتب ساوی میں ممتاز ہے ۔"

ڈاکٹر فرک (جرمنی)

"قرآن مجید کی عبارت نہایت فصیح وبلیغ اور مضامین لطیف و عالی ہیں ۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ امین ناصح نصیحت کر رہا ہے ۔"

مشہور جرمن فلسفی جان جاک رلپک

"جب قرآن کے منکر قرآن کو پیغمبر ؐ کی زبان سے سنتے تھے تو بے تاب ہو کر سجدے میں گر پڑتے تھے اور مسلمان ہو جاتے تھے ۔"

"قرآن مجید نے ایک عظیم الشان نظام تہذیب و تمدن پیدا کیا ۔"

تھیوڈور نولدیکی

"قرآن لوگوں کو ترغیب و تحریک کے ذریعے معبودانِ باطل سے پھیر کر ایک خدا کی طرف لاتا ہے ۔"

Marfat.com

مسٹر ای ۔ ڈی ۔ ماریل

''اسلام کی قوت اور طاقت قرآن میں ہے ۔ قرآن قانونِ اساسی اور حقوق کی دستاویز ہے ۔''

جان فاش : ''دی وزڈم آف دی قرآن'' دیباچہ صفحہ viii

''قدیم عربی میں نازل شدہ قرآن خوبصورتی اور دلکشی کا حسین مرقع ہے ۔ اس کا سٹائل بڑا جامع اور دل پزیر ہے ۔ اس کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں جو کہیں کہیں شاعری کے نادر نمونے ہیں ، غضب کا استدلال اور مسخر کرنے والی طاقت ہے ۔ اس کے مفہوم کو کسی زبان کے سانچے میں ڈھالنا کٹھن کام ہے ۔''

''اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن''

''قرآن میں دیوانی ، فوجداری اور باہمی سلوک کے قواعد پائے جاتے ہیں ۔ اس میں نجاتِ روح ، حقوقِ شخصی اور نفع رسانی خلائق وغیرہ وغیرہ مسائل موجود ہیں ۔''

پادری وال رسیس ڈلی

''قرآن کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب ہے ۔''

مسٹر ایس ۔ ایچ ۔ لیڈر

''قرآنی تعلیم سے فلسفہ و حکمت کا ظہور ہوا اور اس نے ایسی ترقی کی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس نے توحید و رسالت کا یقین اور آخرت پر ایمان دلوں میں راسخ کر دیا ۔ اور یہی دونوں اسلامی عقیدے کی بنیاد ہیں ۔''

عمانوبل ڈی اش

''قرآن مجید مردہ عقل وعلم کو زندہ کرتا ہے ۔''

Marfat.com

موسیو سیر (فرانسیسی مصنف)

"اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو نہیں سمجھا کہ جس کے اثر سے عربوں کی کایا پلٹ گئی۔"

فرانسیسی ادیب موسیو اوجین کلاکل

"قرآن مجید مذہبی قواعد و احکام ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ اس میں اجتماعی (سوشل) احکام بھی ہیں جو انسانی زندگی کے لیے ہر حالت میں مفید ہیں۔"

موسیو کاسٹن کارنے

"زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہے تو دنیا کا امن و امان کبھی قائم نہیں رہ سکے گا۔"

ڈاکٹر موسیو حبین

"قرآن پاک مذہبی قواعد و ضوابط کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اس میں اجتماعی اور معاشرتی احکام بھی موجود ہیں جو تمام دنیا کے انسانوں کے لیے بہر حال مفید ہیں۔"

ڈاکٹر سوریس (فرانس)

"قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے قرآن کو تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت حاصل ہے۔"

ڈاکٹر لڈرھنر کربل

"قرآن میں عقائد اخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے۔ اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے

Marfat.com

ہر شعبے کی بنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں ۔ تعلیم ، عدالت ، حربی انتظامات ، مالیات اور نہایت محتاط قوانین ، اس کے اندر سبھی کچھ موجود ہے ۔"

کاؤنٹ ہنری وی کاسٹری

"قرآن کو دیکھ کر عقل حیرت میں ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیوں کر ادا ہوا جو بالکل امی تھا ۔"

"قرآن مجید کے کلام پر عقل حیرت زدہ ہے ۔"

قرآن کے بارے میں

ہندو لیڈروں اور ادیبوں کے بیانات

مسٹر گاندھی "ینگ انڈیا" میں رقمطراز ہیں :

"میں نے تعلیمات قرآن کا مطالعہ کیا ہے ۔ مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے ۔ مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی کہ یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے ۔"

ڈاکٹر رابندرالاناتھ ٹیگور

"وہ وقت دور نہیں جب کہ قرآن مجید اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا ۔ وہ زمانہ بھی دور نہیں جب کہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آ جائے گا اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا ۔"

لالہ لاجپت رائے

"میں اسلام سے محبت کرتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر کو دنیا کے مہا پرش سمجھتا ہوں ۔ میں قرآن کی معاشری ، سیاسی ،

Marfat.com

اخلاقی اور روحانی تعلیم کا دل سے مداح ہوں۔ اور اس رنگ کو اسلام کا بہترین رنگ سمجھتا ہوں جو حضرت عمر کے زمانے میں تھا۔"

مسٹر بھوپندر ناتھ باسو

"تیرہ سو برس کے بعد بھی قرآن کی تعلیمات کا یہ اثر ہے کہ ایک خاکروب بھی مسلمان ہونے کے بعد بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان کی برابری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔"

بابو چندر پال (مشہور بنگالی)

"قرآن کی تعلیم میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اسلام میں کسی کو محض خاندانی عظمت کی بنا پر بڑا نہیں سمجھا جاتا۔"

پروفیسر دویجا داس

"قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیغام زندگی ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلے میں کوئی بیان پیش نہیں کر سکتیں۔"

"بلبل ہند" مسز سروجنی نائیڈو : لندن میں ایک تقریر (اقتباس)

"قرآن شریف غیر مسلموں سے بے تعصبی اور روا داری سکھاتا ہے۔ اس کے اصولوں کی پیروی ہی سے دنیا خوشحال ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ دنیا کا آیندہ مذہب اسلام ہوگا۔"

مسز اینی بیسینٹ

"آنحضرت (صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم) خود پڑھے لکھے نہ تھے اور علم کا جو مفہوم دنیا سمجھتی ہے اس اعتبار سے وہ عالم

Marfat.com

نہ تھے - آپ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے خود کو بار بار اُمی کہا ہے - آپ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے متبعین قرآن مجید کو ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ تسلیم کرتے ہیں - بلاشبہ یہ کتاب نہایت اعلیٰ زبان میں ہے -"

بابا گرو نانک

(۱) "توریت ، زبور ، انجیل ترسن ڈٹھے وید
رہے قرآن کتاب کل جگ میں پروار"

(جنم ساکھی ، بھائی بالا ، صفحہ ۱۴ ، سطر ۴)

مطلب : توریت ، زبور ، انجیل کو ہم نے بغور دیکھا اور ویدوں کو بھی - مگر دنیا کے لیے جو کتاب ہدایت کامل کا مجموعہ ہو سکتی ہے وہ قرآن مجید ہی ہے -

(۲) "تہیے حرف قرآن دے تہیے سپارے کین
تس وچ پند نصیحتاں سن سن کر یقین -"

(جنم ساکھی کلاں ، نوشتۂ گوروانگد جی ،صفحہ ۲۲۲) -

مطلب : عربی کے حروف تہجی تیس ہیں اور قرآن مجید کے پارے بھی تیس ہیں - قرآن مجید لاتعداد پند و نصائح کا مجموعہ ہے - سنو اور یقین کرو (یعنی ایمان لے آؤ) -

(۳) "رہے کتاب ایمان دی سچ کتاب قرآن"

(جنم ساکھی ، بھائی بالا ، صفحہ ۱۴۹)

مطلب : اگر کوئی ایمان کی کتاب ہے تو وہ قرآن مجید ہے -

(بہ شکریۂ سیارہ ڈائجسٹ ، "قرآن نمبر" - بہ ترتیب جدید)

قرآن - مقالات

عنوان

Marfat.com

بہ تقریبِ سعید

نزولِ قرآنِ حکیم

مُصحفِ مُکرّم کے قلمی اور نادر نسخوں کی

عجائب گھر لاہور میں مُنعقد ہونے والی

نمائش

(۲۶ رمضان المبارک تا ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ)

کے موقع پر پیش کیے گئے

مقالات

مرتبہ

رشید احمد ایم اے

شائع کردہ

مکتبۂ علمیہ ، لیک روڈ، لاہور

Marfat.com